ضلع مئو کے چالیس اکابر علماے اہل سنت کا مختصر اور جامع تذکرہ

تذکرہ علماے اہل سنت مئو

مؤلف

محمد سلیم انصاری ادروی

ضلع مئو کے چالیس اکابر علماے اہل سنت کا مختصر اور جامع تذکرہ

تذکرہ علماے اہل سنت مئو

محمد سلیم انصاری ادروی

نام کتاب :تذکرہ علماے اہل سنت مئو

مؤلف : محمد سلیم انصاری ادروی

نظر ثانی :مولانا صادق رضا سالک مصباحی، مولانا مفتی اویس احمد مصباحی، مولانا عادل رضا اویسی، محمد غلام رسول ضیائی۔

کمپوزنگ :محمد سلیم انصاری ادروی

فہرست

کچھ ضروری باتیں

زیر نظر کتاب میں راقم الحروف نے ان چالیس اکابر علماے اہل سنت کا تذکرہ کیا ہے، جن کا تعلق ضلع مئو [ا] سے تھا یا ہے۔ اس کتاب میں زیادہ تر شیوخ الحدیث، مصنفین اور مدارس کے بانیان کا مختصر سوانحی تعارف پیش کیا گیا ہے، علاوہ ازیں اس کتاب میں چند ایسے علما کا نام بھی آگیا ہے، جو صرف مدرس تھے۔ چوں کہ ضلع مئو صدیوں سے علما و فضلا کی نگری رہا ہے، کثیر تعداد میں یہاں مفسرین، محدثین، فقہا وغیرہ پیدا ہوتے آئے ہیں، اس مختصر کتاب میں سبھی کا تذکرہ کر پانا بے حد مشکل کام تھا، اس لیے میں نے صرف چالیس علما کا تعارف کرانے پر اکتفا کیا۔

خیرآباد اور محمد آباد کے اکابر علما کے تعلق سے اس کتاب میں کوئی خاص کام نہ ہو سکا، اس کی وجہ خاص یہ ہے کہ علامہ صدیق اشرفی خیرآبادی رحمہ اللہ کو چھوڑ کر بقیہ کسی عالم کے نام سے ہم لوگ واقف ہی نہ تھے، حتیٰ کہ علامہ خیرآبادی کی سوانح حیات بھی کسی کتاب میں درج نہ تھی۔ علامہ خیرآبادی کی سوانح حیات کے تعلق سے میں نے صدر العلماء علامہ محمد احمد مصباحی صاحب حفظہ اللہ سے کچھ معلومات حاصل کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا کہ ان کی سوانح حیات کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گزری___کچھ ماہ بعد علامہ خیرآبادی کے عرس مبارک پر ان کی حیات و خدمات پر مشتمل ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی صاحب نے ایک مختصر کتاب لکھی، جس سے مواد اخذ کرکے میں نے علامہ خیرآبادی کی سوانح لکھ ڈالی۔

اس کتاب کو لکھنے میں جن حضرات نے بھی میری مدد کی اور کسی طرح کا بھی تعاون پیش کیا، میں ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں، اللہ رب العزت سب کو جزائے خیر سے نوازے اور دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین

محمد سلیم انصاری ادروی:

۸ فروری سنہ ۲۰۲۱ء

۱۔ ضلع مئو ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کا ایک مشرقی ضلع ہے، ۱۹ نومبر سنہ ۱۹۸۸ء سے پہلے یہ ضلع اعظم گڑھ کا حصہ تھا۔ ضلع اعظم گڑھ کی نسبت سے ہی خطۂ اعظم گڑھ سے تعلق رکھنے والے افراد اپنے نام کے ساتھ "اعظمی" لگاتے ہیں۔ سنہ ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق ضلع مئو کی کل آبادی تقریباً ۲۲۰۵۱۷۰ ہے۔ ضلع مئو میں کل ۱۰ نگر پنچایتیں (گھوسی، کوپا گنج، چریاکوٹ، ادری، محمد آباد، خیر آباد، مدھوبن، ولید پور، دوہری گھاٹ، کُرتھی جعفر پور [پورہ معروف)] اور ایک نگر پالیکا (مئو ناتھ بھنجن) ہے۔

مفسر قرآن شیخ غلام نقشبند گھوسوی ثم لکھنوی

ولادت: شیخ غلام نقشبند گھوسوی ثم لکھنوی علیہ الرحمہ کی ولادت ۱۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۲ھ کو مدینۃ العلماء گھوسی میں ہوئی۔ آپ جامع کمالات عالم دین تھے۔ آپ کو تفسیر، حدیث، عربی ادب، حکمت اور فلسفہ میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ علاوہ ازیں آپ عربی زبان کے قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ شیخ غلام نقشبند گھوسوی سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر، ملا جیون، قاضی محب اللہ بہاری، حافظ امان اللہ بنارسی، ملا قطب الدین شمس آبادی اور شیخ غلام محمد لکھنوی علیہم الرحمہ کے ہم عصر تھے۔

خانوادہ: آپ مفتی محمد حسین اصفہانی علیہ الرحمہ کے علمی و روحانی خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ شیخ غلام نقشبند کے والد قدوۃ العلماء شیخ عطاء اللہ نے اپنے وقت کے مشہور عالم دین ملا محمود بھیروی جون پوری علیہ الرحمہ (م ۱۰٦۲ھ) اور دوسرے اکابر علما سے درس لیا اور شیخ عبد القدوس جون پوری علیہ الرحمہ سے بیعت و خلافت حاصل کی۔ قدوۃ العلماء کے تلامذہ میں میر محمد شفیع دہلوی علیہ الرحمہ (م ۱۱۰۹ھ) مشہور عالم دین گزرے ہیں۔ جب کہ شیخ غلام نقشبند کے دادا قاضی حبیب اللہ علیہ الرحمہ عالم دین، فقیہ ادیب اور گھوسی کے قاضی تھے۔

تعلیم: جب شیخ غلام نقشبند کی عمر بارہ سال ہوئی تو آپ کے والد قدوۃ العلماء کا انتقال ہو گیا، اس لیے آپ اپنے والد کے شاگرد میر محمد شفیع دہلوی کی خدمت میں رہ کر علوم و فنون کی تکمیل کرنے لگے، اٹھارہ سال کی عمر میں آپ تمام مروجہ علوم عقلیہ و نقلیہ کی مہارت تامہ حاصل کرکے فارغ التحصیل ہوئے۔ اکیس سال کی عمر میں اپنے استاذ پیر طریقت شیخ پیر محمد لکھنوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہ کر آپ نے علوم ظاہر و باطن کی تکمیل کی اور ان سے سند فراغت حاصل کی۔

شیخ غلام نقشبند کی سجادہ نشینی: شیخ پیر محمد بن اولیا علیہ الرحمہ سنہ ۱۰۲۷ھ میں بمقام منڈیاہو ضلع جون پور میں پیدا ہوئے، آپ اپنے وقت کے نامور عالم دین اور صوفی تھے، آپ نے حاشیہ ہدایہ، مجموعہ فتاویٰ، سراج الحکمت حاشیہ ہدایت الحکمت اور منازل اربعہ تصنیف کیں، آپ کی وفات سنہ ۱۰۸۵ھ میں لکھنؤ میں ہوئی، شیخ پیر محمد کی وفات کے بعد شیخ غلام نقشبند ان کی خانقاہ کے سجادہ نشین بنے۔

تدریسی خدمات: شیخ غلام نقشبند گھوسوی تقریبا ۴۰ سال (سنہ ۱۰۸۵ھ تا سنہ ۱۱۲۶ھ) تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے، ہندوستان کے اکثر علما کا سلسلۂ تعلیم آپ پر منتہیٰ ہوتا ہے۔ آپ سے ہزاروں نے فیض پایا اور سیکڑوں تلامذہ اپنے اپنے حلقوں میں امتیازی شان کے مالک بنے، آپ کے تلامذہ میں سب سے ممتاز بانی درس نظامی ملا نظام الدین سہالوی علیہ الرحمہ ہوئے، جنہوں نے شیخ غلام نقشبند کے تعلیمی سلسلے کو پورے ہندوستان میں پھیلا دیا۔

تلامذہ: شیخ غلام نقشبند گھوسوی علیہ الرحمہ کے چند شاگردوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

● ملا نظام الدین سہالوی، ● میر عبد الجلیل بلگرامی، ● سید فرید الدین بلگرامی، ● شیخ محمد قاسم کاکوروی، ● سید قادر بلگرامی، ● شیخ نور الہدیٰ امیٹھوی، ● مفتی نقیب اشرف لکھنوی علیہم الرحمہ۔

تصانیف: درس وتدریس کے علاوہ شیخ غلام نقشبند نے تصنیفی خدمات بھی انجام دیں، آپ کی تصنیفات وتالیفات کے نام درج ذیل ہیں:

● تفسیر انوار القرآن، ● تفسیر سورۂ اعراف، ● تفسیر سورۂ مریم، ● تفسیر سورۂ طٰہٰ، ● تفسیر سورۂ یوسف، ● تفسیر سورۂ رحمن، ● تفسیر سورۂ عم، ● تفسیر سورۂ کوثر، ● تفسیر سورۂ اخلاص، ● تفسیر سورۂ الفرقان، ● انوار لامعہ عرشیہ در مسئلہ وحدۃ الوجود، ● شرح قصیدہ خزرجیہ، ● حاجب کی عروض، ● خطیب تبریزی کی عروض، ● ابن القطاع کی عروض۔

وصال: نوابوں کے شہر لکھنؤ میں سنہ ۱۱۲۶ھ کو ۷۵ سال کی عمر میں شیخ غلام نقشبند گھوسوی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا، آپ کی تدفین پیر محمد لکھنوی علیہ الرحمہ کے مزار شریف کے قریب ہوئی۔

(نگارشات/ ص: ۴۶۹ - ۴۷۳، علم العروض کا ارتقا__ فارسی سے اردو تک [از ڈاکٹر محمد حسین، صدر شعبۂ اردو، گورنمنٹ ڈونگر کالج، بیکانیر، راجستھان، انڈیا])

مفسر قرآن مولانا سلامت اللہ اعظمی ثم رام پوری

ولادت: مفسر قرآن مولانا سلامت اللہ اعظمی ثم رام پوری علیہ الرحمہ قصبہ گھوسی کے مضافات میں واقع مشہور گاؤں عطر ساواں میں پیدا ہوئے۔

تحصیل علم: حصول علم کے لیے آپ رام پور گئے، وہاں سند المحدثین الشاہ مولانا ارشاد حسین محدث رام پوری علیہ الرحمہ کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے اور جملہ علوم و فنون کی تکمیل کی۔

بیعت وخلافت: ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد باطنی علوم کی تحصیل و تکمیل کے لیے آپ مولانا ارشاد حسین محدث رام پوری کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ نیز مولانا ارشاد حسین نے آپ کو اجازت و خلافت سے سرفراز کیا۔

درس و تدریس: آپ مولانا خواجہ احمد قادری رحمہ اللہ کے مدرسے میں مدرس تھے، پندرہ روپے تنخواہ تھی، مشاہرہ کی وصولی کا یہ طریقہ تھا، کہ رومال بھیج دیتے، خواجہ صاحب روپے گوشۂ رومال میں باندھ دیتے، تو آپ ویسے ہی گھر لا کر اہلیہ کے حوالے فرما دیتے، آپ نہایت قانع، متورع، متوکل، برگزیدہ، متواضع صاحب وقعت بزرگ تھے، ہمیشہ بے تکیہ بستر کے سوئے، بازار سے سودا خود لاتے، دوکان دار سامان اچھا دے یا خراب کبھی شکایت نہ کی، محلہ کے غربا مساکین کی دستگیری فرماتے، غربا سے خاص تعلق و ربط رکھتے، رؤسا امرا سے دور رہتے، رام پور کے نواب حامد علی خاں نے بہت کوشش کی، کہ ان سے ملاقات کریں، مگر مولانا نے کبھی ملاقات نہ کی، نیز داڑھی منڈانے والوں سے آپ مصافحہ اور سلام نہیں کرتے تھے۔

تصنیف: نگارشات میں آپ کی تصانیف کے تعلق سے شیخ الحدیث علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی حفظہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

[آپ] "دیوبندی وہابیوں کا ہمیشہ رد فرماتے رہے، ان کے رد میں ان کے متعدد رسالے بھی ہیں 'اعلام الاذکیاء' مسئلہ 'علم غیب' بلوغ المرام، غیر مقلدین کے رد میں، قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی اردو زبان میں ہے، جس کا ایک نسخہ ماہر ہفت لسان حضرت مولانا عاشق الرحمن شیخ الحدیث جامعہ حبیبیہ الہٰ

آباد کے پاس ہے، گراموفون کے بارے میں بھی ایک رسالہ ہے، جس کی تقریظ میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے 'الکشف شافیا' تصنیف فرمائی ہے۔" (نگارشات/ص: ۴۷۴)

وصال: ۸ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۳۸ھ میں آپ کا وصال ہوا، آپ کی تدفین مولانا ارشاد حسین رام پوری رحمہ اللہ کے مزار شریف کے سامنے ہوئی۔

(نگارشات/ص: ۴۷۳-۴۷۴، تذکرہ علمائے اہل سنت/ص: ۹۶-۹۷، تذکرۃ المفسرین/ ص: ۲۶)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی

ولادت: صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سنہ ۱۳۰۰ھ/ سنہ ۱۸۸۲ء کو محلہ کریم الدین پورہ قصبہ گھوسی میں پیدا ہوئے۔ آپ متحدہ ہندوستان کے "مفتی اعظم" تھے۔ تفسیر، حدیث اور فقہ سے آپ کو خاص لگاؤ تھا۔ فقہی جزئیات آپ کے نوک زبان رہتی تھیں۔ اس لیے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ نے آپ کو "صدر الشریعہ" کا لقب عطا کیا۔

تعلیم: صدر الشریعہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا جمال الدین علیہ الرحمہ سے حاصل کی، پھر مدرسہ ناصر العلوم گھوسی میں مولانا الٰہی بخش کوپا گنجی علیہ الرحمہ سے کچھ سال تک درس حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ جون پور گئے، وہیں مدرسہ حنفیہ جون پور میں آپ نے اپنے چچا زاد بھائی مولانا صدیق صاحب علیہ الرحمہ سے کچھ اسباق پڑھے اور مولانا ہدایت اللہ رام پوری ثم جون پوری علیہ الرحمہ کے پاس درس نظامی کی تکمیل کی، مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں شیخ المحدثین مولانا وصی احمد قادری محدث سورتی

علیہ الرحمہ سے حدیث پڑھی اور اجازت حدیث حاصل کی، نیز امام اہل سنت امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہ کر آپ نے فقہ و فتویٰ نویسی میں مہارت حاصل کی۔

درس و تدریس: صدر الشریعہ نے ابتدائے شباب سے تدریس کا کام کیا اور آخر حیات تک جاری رکھا، اور ایسے نابغۂ روزگار افراد تیار کیے جن پر علم و فضل کو بھی ناز ہے ___ ویسے تو آپ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے، آپ کے تلامذہ میں محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری (بانی جامعہ مظہر اسلام فیصل آباد) اور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی (بانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور) علیہما الرحمہ کا نام لے لینا ہی کافی ہے، جن کے تلامذہ (بلا واسطہ یا بالواسطہ) پورے بر صغیر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ نے جن مدارس دینیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں ان مدارس کے نام درج ذیل ہیں:

● مدرسہ اہل سنت پٹنہ (بہار)، ● مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف (اتر پردیش)، ● دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف (راجستھان)، ● دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ علی گڑھ (اتر پردیش)، ● مدرسہ مظہر العلوم کچی باغ بنارس (اتر پردیش)۔

تلامذہ: حضرت صدر الشریعہ فرماتے ہیں: "میری زندگی میں دو ہی باذوق پڑھنے والے ملے ایک مولوی سردار احمد (محدث اعظم پاکستان) اور دوسرے حافظ عبد العزیز (حافظ ملت)۔" ان دونوں حضرات کے علاوہ آپ کے چند اور مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں:

● شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خان لکھنوی، ● مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمن اڑیسوی، ● شیخ الحدیث علامہ غلام جیلانی اعظمی، ● شیخ الحدیث علامہ غلام یزدانی اعظمی، ● شیخ الحدیث

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی ازہری، ● شارح بخاری امام النحو علامہ غلام جیلانی محدث میرٹھی، ● حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین کان پوری، ● شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی، ● مفتی محمد وقار الدین سابق مفتی و شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی پاکستان، ● حضرت علامہ مفتی اعجاز ولی صاحب، ● مفتی اعظم پاکستان علامہ خلیل احمد قادری برکاتی (مصنف سنی بہشتی زیور) بانی دارالعلوم حیدرآباد سندھ، ● شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی اعظمی سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

اولاد: آپ برصغیر کے ان چند خوش نصیب اکابر علما میں سے ایک ہیں، جن کی تمام اولاد عالم و عالمہ تھیں۔ آپ کے صاحبزادگان کے نام درج ذیل ہیں:

● مولانا حکیم شمس الہدیٰ اعظمی، ● علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری سابق شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی، ● مولانا قاری رضاء المصطفیٰ بانی دارالعلوم نوریہ رضویہ کلفٹن کراچی، ● علامہ مولانا ثناء المصطفیٰ اعظمی، ● محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی شیخ الحدیث و بانی جامعہ امجدیہ گھوسی، ● مولانا فداء المصطفیٰ مصباحی اعظمی، ● علامہ مولانا بہاء المصطفیٰ مصاحی اعظمی، ● علامہ مولانا عطاء المصطفیٰ اعظمی، ● حضرت مولانا محمد یحییٰ اعظمی۔

ترجمہ کنز الایمان: صدر الشریعہ نے امام اہل سنت سے قرآن شریف کا ترجمہ لکھنے کی درخواست کی تو امام اہل سنت نے فرمایا: "یہ تو بہت ضروری ہے مگر چھپنے کی کیا صورت ہوگی؟ اس کی طباعت کا کون اہتمام کرے گا؟ باوضو کاپیوں کو لکھنا، باوضو کاپیوں اور حروفوں کی تصحیح کرنا اور تصحیح بھی ایسی ہو کہ اعراب نقطے یا علامتوں کی بھی غلطی نہ رہ جائے پھر یہ سب چیزیں ہوجانے کے بعد سب سے بڑی مشکل تو یہ ہے کہ پریس میں ہمہ وقت با وضو رہے، بغیر وضو نہ پتھر کو چھوئے اور نہ کاٹے، پتھر کاٹنے میں بھی احتیاط کی جائے اور چھپنے میں جو جوڑیاں نکلی ہیں ان کو بھی بہت احتیاط سے رکھا جائے۔"

آپ نے عرض کی : "ان شاء اللہ جو باتیں ضروری ہیں ان کو پوری کرنے کی کوشش کی جائے گی، بالفرض مان لیا جائے کہ ہم سے ایسا نہ ہو سکا تو جب ایک چیز موجود ہے تو ہو سکتا ہے آئندہ کوئی شخص اس کے طبع کرنے کا انتظام کرے اور مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے میں کوشش کرے اور اگر اس وقت یہ کام نہ ہو سکا تو آئندہ اس کے نہ ہونے کا ہم کو بڑا افسوس ہو گا۔" آپ کے اس معروض کے بعد ترجمہ کا کام شروع کر دیا گیا۔ امام احمد رضا قرآن پاک کی ایک ایک آیات کریمہ کا زبانی ترجمہ کرتے جاتے اور صدر الشریعہ اسے لکھتے جاتے۔ آخر کار یہ ترجمہ کنز الایمان کے نام سے سنہ ۱۹۱۱ء میں شائع ہوکر منظر عام پر آ گیا۔

تصانیف: آپ نے دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ علی گڑھ میں قیام کے دوران امام ابو جعفر طحاوی حنفی علیہ الرحمہ (سنہ ۳۲۱ھ/ سنہ ۹۳۳ء) کی مشہور کتاب شرح معانی الآثار پر حاشیہ لکھنا شروع کیا۔ اور سات ماہ کی مختصر مدت میں نصف اول تک مبسوط حاشیہ تحریر فرما دیا______ یہ حاشیہ ۴۵۰ صفحات پر مشتمل تھا جو شائع ہو چکا ہے۔ آپ کی دوسری مشہور و معروف کتاب بہار شریعت ہے، اس کتاب کے ۱ تا ۱۷ باب میں موجود احادیث و فقہی مسائل کو اخذ کرکے "اسلامی اخلاق و آداب" کے نام سے ایک کتاب مرتب کی گئی ہے۔ جس کے بارے میں صدر العلماء علامہ محمد احمد مصباحی حفظہ اللہ (استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور) لکھتے ہیں:

"ہم نے زیر نظر کتاب کے ہر باب میں نمایاں سرخی کے ساتھ درج ہونے والی احادیث کا شمار کیا تو آٹھ سو بیالیس کی تعداد نظر آئیں۔ بہت سی حدیث جو ضمنا ذکر ہوئی ہیں وہ اس شمار میں نہیں ہیں۔ اگر صرف یہ ۸۴۲ احادیث عربی عبارتوں اور ترجمہ و تفہیم کے ساتھ ذرا پھیلا کر لکھی جائیں تو ایک ضخیم 'معارف الحدیث' نظر آئے۔" (اسلامی اخلاق و آداب/ص: ۷)

آپ کی تیسری کتاب فتاویٰ امجدیہ ہے، یہ فتاویٰ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جو صدر الشریعہ کے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جسے صدر الشریعہ نے ۷ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ ھ سے لے کر ۸ شوال سنہ ۱۳٦۷ ھ تک صادر کیا۔

وصال: خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ فقیہ اعظم ہند مفتی امجد علی اعظمی محدث گھوسوی علیہ الرحمہ بریلی شریف میں قیام کے دوران پہلی بار حج و زیارت کی سعادت سے مشرف ہوئے، دوسری دفعہ حرمین شریفین کی حاضری کے خیال سے بمبئی پہنچے تھے کہ ۲ ذی قعدہ سنہ ۱۳٦۷ھ/ ٦ ستمبر سنہ ۱۹۴۸ء کو آپ کا بمبئی میں ہی وصال ہو گیا۔ آپ کی تدفین قصبہ گھوسی میں ہوئی۔

(اسلامی اخلاق و آداب/ص: ۳۱۳-۳۱۹، فیضان صدر الشریعہ/ ٦-۱۷، فیضان حافظ ملت/ص: ۲۷، ۲۸۔ ، تذکرہ صدر الشریعہ/ص: ۵-۳۹)

شیخ الحدیث علامہ غلام یزدانی اعظمی

ولادت: شیخ الحدیث علامہ غلام یزدانی اعظمی کی ولادت محلہ کریم الدین پورہ قصبہ گھوسی میں ہوئی، آپ کے والد ماجد مولانا صدیق صاحب اعظمی علیہ الرحمہ علامہ ہدایت اللہ رام پوری ثم جون پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب چوتھی پشت میں صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے جا ملتا ہے۔

تحصیل علم: علامہ اعظمی نے ابتدائی تعلیم مقامی مکتب میں حاصل کی، اس کے بعد مدرسہ حنفیہ امروہہ ضلع مرادآباد میں داخل ہو کر مزید تعلیم حاصل کی، پھر مدرسہ عالیہ رام پور میں داخلہ لیا اور وہیں کچھ دنوں تک اخذ علوم کیا، پھر مدرسہ معینیہ اجمیر شریف میں پہنچ کر حضرت صدرالشریعہ رحمہ اللہ اور مدرسہ معینیہ کے دیگر اساتذہ سے معقولات و منقولات کی منتہیٰ کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد سنہ ۱۳۵۱ھ میں آپ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کے ہمراہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف چلے آئے، یہیں پر آپ نے درسیات کی تکمیل کی اور سنہ ۱۳۵۲ھ میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کے دست مبارک سے دستار فضیلت حاصل کی۔

بیعت و خلافت: علامہ اعظمی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے دست اقدس پر بیعت تھے اور انہیں سے آپ کو اجازت و خلافت بھی حاصل تھی۔

درس و تدریس: فراغت کے بعد مدرسہ اشرفیہ (قدیم) مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں آپ نائب صدر المدرسین کی حیثیت سے تشریف لے گئے، مدرسہ اشرفیہ میں ڈیڑھ سال تک تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد آپ مدرسہ نعمانیہ دہلی میں درس و تدریس کے فرائض انجام دینے لگے، ملازمت چھوڑنے کے بعد آپ نے وجاہیہ طبیہ کالج لکھنؤ میں طب کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد گھر پر ہی مطب کا کام شروع کر دیا، صدرالشریعہ کی تنبیہ اور شروع سے علمی ذوق کی وجہ سے آپ نے دوبارہ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور مدرسہ قمر المدارس میرٹھ میں تدریسی خدمات پر مامور ہوئے، آپ نے قمر المدارس سے علاحدگی کے بعد تقسیم ہند سے کچھ سال قبل تک مدرسہ اشرفیہ جامع مسجد بھرت پور میں تعلیمی خدمات انجام دیں۔

مدرسہ شمس العلوم کا قیام: فرقہ پرستوں نے جب بھرت پور کھالی کرا دیا تو آپ مدرسہ اشرفیہ چھوڑ کر گھوسی آ گئے اور یہیں سنہ ۱۹۴۲ء سے لے کر سنہ ۱۹۵۰ء تک دوبارہ مطب کا کام کیا، اسی دوران آپ نے حاجی شکر اللہ مرحوم سے زمین حاصل کرکے گھوسی میں دارالعلوم اہل سنت مدرسہ شمس العلوم قائم کیا جو آج مشرقی اتر پردیش کی ایک عظیم دینی درس گاہ ہے۔

دارالعلوم مظہر اسلام میں بحیثیت شیخ الحدیث تقرر: محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ جب تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے تو حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے علامہ اعظمی کو دارالعلوم مظہر اسلام کے منصب شیخ الحدیث کے لیے دعوت دی، ملازمت کے سابقہ تلخ تجربات کے باوجود آپ حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ کے دباؤ اور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے مشورے پر سنہ ۱۹۵۱ء میں مدرسہ مظہر اسلام میں بحیثیت شیخ الحدیث تشریف لے گئے۔

قلمی خدمات: آپ نے بہار شریعت کے بقیہ تین حصوں کو مکمل کرنے کا بیڑا اٹھایا، اور خاکہ بھی تیار کر لیا مگر عمر نے ساتھ نہ دیا، جس کی وجہ سے آپ بقیہ تین حصہ نہ لکھ سکے۔ البتہ چرم قربانی کی قیمت صرف کرنے کے جواز میں آپ نے "مصرف چرم قربانی" اور مذہب حنفی کی تائید میں "رفع یدین" کے عنوان سے **"تشکیل المذہبین حکم رفع الیدین"** وغیرہ تحقیقی رسائل تحریر کیے۔

وصال: علامہ غلام یزدانی امجدی اعظمی علیہ الرحمہ کو عمر کے آخری حصے میں ایک پیر پر فالج کا حملہ ہوا اور آخر کار ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۴ھ / ۴ اگست سنہ ۱۹۵۴ء کو چہار شنبہ کی شب میں آپ کا وصال ہوا۔

(شارح بخاری کے شیوخ و اساتذہ/ ص: ۲۳۱ - ۲۳۳)

شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی

ولادت: شیخ العلماء علامہ اویس حسن غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر (اتر پردیش) سنہ ۱۳۲۰ھ / سنہ ۱۹۰۲ء کو محلہ کریم الدین پورہ قصبہ گھوسی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم علامہ محمد صدیق علیہ الرحمہ استاذ العلماء علامہ ہدایت اللہ رام پوری ثم جون پوری علیہ الرحمہ کے شاگرد تھے۔

تعلیم: علامہ جیلانی نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبے میں حاصل کی اور آگے کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے مدرسہ مصباح العلوم مبارک پور میں داخلہ لیا۔ مدرسہ مصباح العلوم کے بعد آپ نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف، جامعہ عثمانیہ اجمیر شریف اور فرنگی محل مدرسہ نظامیہ لکھنؤ میں حصول علم کیا۔ اس کے بعد آپ دوبارہ منظر اسلام میں داخل ہوئے اور وہیں سنہ ۱۳۴۵ھ میں آپ کی دستار بندی ہوئی۔

اساتذہ: علامہ جیلانی کے چند اہم اساتذہ کے نام یہ ہیں:

● حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی، ● صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، ● علامہ عبد الباری فرنگی محلی، ● علامہ رحم الٰہی منگلوری ● علامہ عنایت احمد فرنگی محلی علیہم الرحمہ۔

بیعت: سلسلۂ قادریہ برکاتیہ میں آپ قاسم البرکات سید شاہ ابو القاسم محمد اسماعیل حسن مارہروی علیہ الرحمہ سے بیعت تھے۔

اجازت وخلافت: آپ کو جن حضرات نے اجازت وخلافت سے نوازا ان کے نام یہ ہیں:

● صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، ● مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، ● تاج العلماء حضرت مارہروی، ● حضرت خواجہ عزیز الاولیاء بھنیسوڑی (علیہم الرحمہ)

درس وتدریس: علامہ جیلانی نے جن درس گاہوں میں تدریسی خدمات انجام دیں ان مدارس کے نام درج ذیل ہیں:

● دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف، ● مدرسہ حنفیہ امروہہ مرادآباد، ● دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور اعظم گڑھ، ● مدرسہ مظہر اسلام بریلی ● مدرسہ احسن المدارس کان پور، ● مدرسہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ، ● دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف۔

تلامذہ: آپ کے چند مشہور شاگردوں کے نام یہ ہیں:

● خیر الاذکیاء علامہ غلام یزدانی اعظمی ابن شیخ العلماء، ● شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی ازہری ● شیخ الحدیث علامہ عبد الرؤف بلیاوی، ● ریحان ملت مولانا ریحان رضا خاں بریلوی، ● شیخ القرآن علامہ عبداللہ خاں عزیزی، ● محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اعظمی، ● شیخ الاسلام سید مدنی میاں مفسر کچھوچھوی، ● علامہ شاہ عبد القادر علوی سجادہ نشیں خانقاہ فیض الرسول و ناظم اعلیٰ فیض الرسول براؤں شریف۔

خلفا: آپ کے چند خلفا کے نام یہ ہیں:

● علامہ حکیم ابو البرکات محمد نعیم الدین صدیقی، ● علامہ سید محمد نظام الدین صاحب سجادہ نشین آستانۂ عالیہ شہ سبا شریف بہرائچ شریف۔

تصانیف: علم صرف سے تعلق رکھنے والے رسالے "رسالۂ لامیہ" کی آپ نے نہایت عام فہم اور آسان لب و لہجے میں توضیح و تشریح فرمائی۔

وصال: شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی گھوسوی علیہ الرحمہ کا وصال ٦ ربیع الاول سنہ ١٣٩٧ھ بروز جمعہ کو صبح ٧ بج کر ٣٥ منٹ پر ہوا، آپ کی تدفین آپ کے قصبہ گھوسی میں صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی مزار کے پاس ہوئی۔

(رسالۂ لامیہ/ص: ٩-١١، تذکرہ علمائے اہلسنت/ص: ٢٠٦-٢٠٧)

شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی

ولادت: شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ (مصنف سیرۃ المصطفیٰ ﷺ) کی ولادت با سعادت قصبہ گھوسی میں ذی قعدہ سنہ ١٣٣٣ھ کو ہوئی۔ آپ کا سلسلۂ نسب یوں ہے: محمد عبد المصطفیٰ بن شیخ حافظ عبد الرحیم بن شیخ حاجی عبد الوہاب بن شیخ چمن بن شیخ نور محمد بن شیخ مٹھو بابا علیہم الرحمہ۔

تعلیم: علامہ اعظمی نے قرآن مجید اور اردو کی ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ اسلامیہ گھوسی میں داخلہ لے کر اردو فارسی کی مزید تعلیم حاصل کی۔ کچھ ماہ بعد حصول علم کے لیے مدرسہ ناصر العلوم گھوسی میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد مدرسہ معروفیہ پورہ معروف ضلع اعظم گڑھ میں

میزان سے شرح جامی تک درس حاصل کیا۔ سنہ ۱۳۵۱ھ میں مدرسہ حنفیہ امروہہ گئے اور وہاں شیخ الحدیث علامہ غلام جیلانی اعظمی، مولانا حکمت اللہ صاحب اور مولانا خلیل احمد شاہ کاظمی علیہم الرحمہ کی خدمت میں ایک سال اکتساب فیض کیا۔ اس کے بعد دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں صدر الشریعہ اور محدث اعظم پاکستان علیہما الرحمہ سے تحصیل علم کیا۔ ۱۰ شوال سنہ ۱۳۵۵ھ میں مدرسہ حافظیہ سعیدیہ علی گڑھ چلے گئے اور وہیں سنہ ۱۳۵۶ھ میں آپ کی دستار بندی ہوئی۔

بیعت وخلافت: ۱۷ صفر المظفر سنہ ۱۳۵۳ھ کو حافظ شاہ ابرار حسن خان صاحب نقشبندی علیہ الرحمہ سے سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور ۲۵ صفر المظفر سنہ ۱۳۵۸ھ میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے آپ کو سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت وخلافت سے نوازا۔

درس و تدریس: فراغت کے بعد علامہ اعظمی نے مسند تدریس کو رونق بخشی۔ موصوف نے جن مدارس اسلامیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں ان مدارس کے نام درج ذیل ہیں:

● مدرسہ اسحاقیہ جودھ پور (راجستھان)، ● مدرسہ حنفیہ امروہہ مرادآباد (اتر پردیش)، ● دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (اتر پردیش)، ● دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد (گجرات)، ● دارالعلوم صمدیہ بھیونڈی (مہاراشٹر)، ● دارالعلوم مسکینیہ دھوراجی (گجرات)، ● دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ (اتر پردیش)، دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف۔

تصنیف: آپ نے دو درجن سے زائد کتابیں لکھیں۔ جن میں سے چند کتب کے نام درج ذیل ہیں:

● سیرۃ المصطفیٰ ﷺ، ● کرامات صحابہ، ● اولیاء رجال الحدیث، ● مشائخ نقشبندیہ، ● جنتی زیور، ● نوادر الحدیث، ● ایمانی تقریریں، ● نورانی تقریریں، ● بہشت کی کنجیاں، ● قیامت کب آئیگی؟، ● عجائب القرآن، ● غرائب القرآن، ● مسائل قرآن، ● معمولات الابرار بمعانی الآثار، ● جواہر الحدیث، ● سامان آخرت، ● آئینہ عبرت، ● اسلام میں عورت کا مقام، ● خواتین کی نماز، ● مسلمانوں کے عقیدے۔

سفرِ حج: ۱۹ شوال المکرم سنہ ۱۳۷۸ھ میں آپ حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ میں مفتی محمد سعد اللہ مکی علیہ الرحمہ نے آپ کو صحاحِ ستہ، دلائل الخیرات شریف اور حزب البحر کی، محدث الحرمین سید محمد بن علوی مالکی علیہ الرحمہ نے صحاح ستہ کی اور شیخ الحرم مولانا محمد ابن العربی الجزائری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری اور مؤطا شریف کی سندِ خاص سے سرفراز فرمایا، نیز علامہ یوسف بن محمد بن علی باشبلی حریری علیہ الرحمہ نے اپنی سندِ خاص کے ساتھ دلائل الخیرات شریف کی اجازت عطا فرمائی۔ اُن متعدد شیوخ کی اسناد کی نقلیں علامہ اعظمی نے اپنی کتاب "معمولات الابرار" میں درج فرمائی ہیں۔

وصال: علامہ اعظمی وصال سے چھ ماہ قبل شدید بیمار ہوئے۔ بالآخر ۱۵ مئی سنہ ۱۹۸۵ء کو آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی تدفین آپ کے آبائی وطن قصبہ گھوسی میں ہوئی۔

(بہشت کی کنجیاں/ص: ۱۲-۲۰، تذکرہ علمائے اہلسنت/ص: ۱۵۶-۱۵۷، معمولات الابرار/ص: ۱۵۰- ۱۸۸)

علامہ سمیع اللہ امجدی اعظمی

ولادت: علامہ سمیع اللہ امجدی اعظمی علیہ الرحمہ بانی الجامعۃ الامجدیہ بھیونڈی (مہاراشٹر) کی ولادت باسعادت ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء کو محلہ امجد نگر (سماری ڈیہہ) قصبہ گھوسی میں ہوئی۔

تعلیم: علامہ امجدی نے قرآن پاک اور اردو کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد صدر الشریعہ کے بھائی علامہ حکیم احمد علی علیہ الرحمہ سے فارسی زبان و ادب کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے خالو علامہ غلام یزدانی اعظمی علیہ الرحمہ سے مدرسہ قمر المدارس میرٹھ میں ایک سال تک عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور حافظ ملت محدث مرادآبادی، شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی ازہری، شیخ الحدیث علامہ عبد الرؤف بلیاوی، شیخ العلماء علامہ غلام یزدانی اعظمی اور علامہ سید شمس الحق اعظمی علیہم الرحمہ کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا۔ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں درسیات کی تکمیل کے بعد سنہ ۱۹۴۹ء میں آپ دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

بیعت: سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں آپ خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ (تلمیذ: مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ) سے بیعت تھے۔

درس و تدریس: دارالعلوم اشرفیہ سے فراغت کے بعد آپ نے سب سے پہلے مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ شمس العلوم کے بعد حافظ ملت نے آپ کو بہرائچ بھیج دیا۔ بہرائچ میں

درس دینے کے بعد آپ کان پور چلے گئے، کان پور سے پھر شمس العلوم واپس آگئے، شمس العلوم سے جامعہ فیض العلوم جمشید پور، جمشید پور سے مدرسہ اہل سنت ضیاء العلوم خیرآباد مئو، مدرسہ ضیاء العلوم سے مدرسہ سراج العلوم برگدہی گورکھ پور میں آکر تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اور آخر میں بھیونڈی کی جامع مسجد اسلام پورہ میں امامت اور مومن اتحاد کمیٹی کے عربی مدرسے میں درس و تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔

الجامعۃ الامجدیہ بھیونڈی کا قیام: علامہ سمیع اللہ امجدی، علامہ عبد الشکور اعظمی اور مولانا قمر الہدیٰ علیہم الرحمہ نے مل کر بھیونڈی میں الجامعۃ الامجدیہ کے نام سے ایک عربی ادارہ قائم کیا، جس میں دینی و عصری دونوں تعلیم دی جاتی ہے۔

سنی جامع مسجد اسلام پورہ کی تعمیر نو: سنی جامع مسجد میں جگہ کی تنگی اور مسجد میں صرف کھمبے ہی کھمبے ہونے کی وجہ سے مسجد کی جدید تعمیر کروانے میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔

مولانا سمیع اللہ امجدی ایوارڈ: مومن اتحاد کمیٹی نے علامہ امجدی کے مشورے پر جشن عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر نعتیہ و تقریری مقابلے کی بنیاد ڈالی، اس نابغۂ روزگار شخصیت کو زندہ رکھنے کے لیے مومن اتحاد کمیٹی نے مقابلہ میں پہلا انعام "مولانا سمیع اللہ امجدی ایوارڈ" دینے کی روایت قائم کرکے احسان شناسی کی ہے۔

تلامذہ: علامہ امجدی کے چند باصلاحیت شاگردوں کے نام یہ ہیں:

● مولانا حفیظ اللہ قادری شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ احسن المدارس کان پور، ● مولانا قمر الدین اشرفی سابق صدرالمدرسین شمس العلوم گھوسی، ● مولانا فخر الدین نظامی صدر المدرسین فیض العلوم محمد آباد

گوہنہ (مئو)، ● مولانا لیاقت علی صدر المدرسین مدرسہ سراج العلوم گورکھ پور، ● علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی شیخ الحدیث مدرسہ شمس العلوم گھوسی، ● مولانا خلیق احمد سابق صدر المدرسین جامعہ حنفیہ غوثیہ بنارس، ● باباے فارسی مولانا سیف الدین شمسی سابق مدرس شمس العلوم گھوسی۔

وصال: ۲ ربیع الاول سنہ ۱۴۱۵ھ / ۱۱ اگست سنہ ۱۹۹۴ء کو بروز جمعرات بوقت مغرب آپ کا وصال ہوا، علامہ امجدی کی نماز جنازہ علامہ حفیظ اللہ قادری علیہ الرحمہ نے پڑھائی اور کوٹرگیٹ قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی۔

(تذکرۂ امجدی / ص: ۶۰ - ۱۸۰)

شیخ القراء مولانا قاری عثمان اعظمی

ولادت: شیخ القراء مولانا قاری عثمان اعظمی علیہ الرحمہ سنہ ۱۹۱۸ء کے آس پاس محلہ حسین پورہ قصبہ گھوسی میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: مولانا قاری عثمان اعظمی نے ابتدائی تعلیم گھوسی میں حاصل کی، پھر دارالعلوم مئو میں داخلہ لیا، دارالعلوم مئو میں ابتدائی عربی سے متوسطات تک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ جامعہ سبحانیہ الہ آباد میں داخل ہوئے۔ وہاں استاذ القراء قاری محب الدین الہ آبادی علیہ الرحمہ سے آپ نے تجوید و قراءت کی تحصیل و تکمیل کی۔ دورۂ حدیث کے لیے آپ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور پہنچے، اسی سال دارالعلوم ہذا میں شعبہ قراءت قائم ہوا، اعزازی استاذ کی حیثیت سے آپ نے تدریسی ذمہ داریاں بھی سنبھال لیں۔

درس و تدریس: فراغت کے بعد مستقل مدرس کی حیثیت دارالعلوم اشرفیہ میں آپ کا تقرر ہو گیا جہاں کئی سال تک فرائض منصبی انجام دیتے رہے، اشرفیہ سے علاحدگی کے بعد پانی پت، جلال پور، بنارس، رانچی، ممبئی، جمشید پور، کلکتہ، اترولہ، گھوسی، جودھ پور، ناگ پور، چھپرہ، کان پور اور نہ جانے کہاں کہاں یہ درویش خدا دینی اور علمی خدمات انجام دیتا رہا، علاوہ ازیں بعض مقامات پر آپ نے مسجد اور مدارس کی تعمیر کا اہم کام بھی کیا۔

تصانیف: آپ ایک اچھے مدرس ہونے کے ساتھ ایک کامیاب شاعر بھی تھے۔ ابتدا میں "فائق" تخلص رکھتے تھے بعد میں "عثمان" تخلص اختیار فرمایا۔ شاعر ہونے کے علاوہ آپ ایک کامیاب مصنف بھی تھے۔ مختلف موضوعات پر آپ نے درج ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں:

● تفسیر سورہ فاتحہ، ● عید میلاد النبی ﷺ، ● سیرت النبی ﷺ، ● مصباح التجوید، ● صبح سعادت، ● تحقیق نیاز و فاتحہ، ● خیال حرم، ● انکشاف حقیقت (دو حصے)، ● تنقیدی جائزہ، ● شان بندگی، ● پہلے کے سچے مسلمان، ● آج کے جھوٹے مسلمان، ● اسلامی تعلیم، ● پالن حقانی پر ایک نظر، ● صدائے فائق (مجموعہ کلام)، ● نغمۂ رسول ﷺ (نعتیہ مجموعہ)۔

ماہنامہ اسلام: مولانا قاری عثمان اعظمی نے مدرسہ فاروقیہ بنارس میں قیام کے دوران "ماہنامہ اسلام" جاری کیا۔

وصال: عمر کے آخری ایام میں آپ ضعف و نقاہت کی نظر ہو گئے تھے اس لیے مستقل گھر پر ہی

رہنے لگے، بالآخر ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۴۱۶ء / ۱۱ اگست سنہ ۱۹۹۵ء کو آسمان گھوسی کا یہ ستارہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔

(مصباح التجوید/ص: ۲-۳)

مفسر قرآن شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی ازہری

ولادت: صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (مصنف بہار شریعت) کے صاحب زادے شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی ازہری علیہ الرحمہ سنہ ۱۳۳۴ھ کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ لیکن آپ کا آبائی وطن قصبہ گھوسی ہی تھا۔

تعلیم: علامہ ازہری نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں مولانا احسان علی مظفرپوری علیہ الرحمہ سے قرآن شریف کا ناظرہ کیا، جب آپ کے والد صدرالشریعہ جامعہ عثمانیہ اجمیر شریف منتقل ہوئے تو آپ نے اپنے آبائی وطن گھوسی کے مکتب سے اردو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ سنہ ۱۹۲۶ء میں صدرالشریعہ نے آپ کو اجمیر شریف بلا لیا۔ وہیں پر آپ نے مولانا محمد عارف بدایونی علیہ الرحمہ سے فارسی کی کتب، مولانا عبدالمجید، مفتی امتیاز احمد اور مولانا عبدالحئ سواتی علیہم الرحمہ سے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور اپنے والد صدرالشریعہ سے احادیث کی کتابیں پڑھنے کے بعد حج و زیارت روضۂ رسول ﷺ کے لیے آپ حجاز مقدس حاضر ہوئے۔ حج و زیارت کا شرف حاصل کرنے کے بعد آپ وہیں سے جامعہ ازہر مصر چلے گئے۔ ازہر شریف میں تین سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ ''شہادۃ الاہلیۃ'' اور ''شہادۃ العالیہ'' کی اسناد

حاصل کرکے ہندوستان واپس آ گئے۔ پھر مدرسہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ میں اپنے والد ماجد سے دوبارہ دورۂ حدیث کیا۔

بیعت وخلافت: علامہ ازہری کو بچپن میں ہی امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ علاوہ ازیں آپ کو حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی اور والد محترم صدر الشریعہ علیہما الرحمہ سے اجازت و خلافت بھی حاصل ہوئی۔

درس وتدریس: علامہ ازہری فراغت کے بعد مدرسہ سعیدیہ میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے، مدرسہ سعیدیہ کے بعد سنہ ۱۹۳۹ء کو آپ نے دارالعلوم منظر اسلام کی مسند تدریس کو رونق بخشی، سنہ ۱۹۴۴ء میں منظر اسلام سے علاحدہ ہونے کے بعد آپ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں بحیثیت شیخ الحدیث تشریف لائے، تقسیم ہند کے بعد آپ پاکستان چلے گئے اور جامع محمدی شریف جھنگ میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۹۵۳ء میں ہارون آباد ضلع بہاول نگر میں مدرس مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۹۵۷ء میں مولانا مفتی ظفر علی نعمانی علیہ الرحمہ (بانی جامعہ امجدیہ کراچی) کی دعوت پر آپ دارالعلوم امجدیہ میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔

سیاسی خدمات: علامہ ازہری سنہ ۱۹۷۰ء میں پاکستان کے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے، سنہ ۱۹۷۳ء کو قومی اسمبلی آف پاکستان میں جب آئین پاکستان میں "مسلمان" کی تعریف شامل کرنے کا مرحلہ پیش آیا تو کوثر نیازی نے کہا کہ تمام مکاتب فکر کسی ایک تعریف پر متفق نہیں ہیں، چناں چہ علامہ ازہری نے متفقہ تعریف مرتب کی جو تمام مکاتب فکر کے علما و اراکین قومی اسمبلی کے دستخط سے قومی اسمبلی میں پیش ہوئی۔ آپ نے تحریک ختم نبوت سنہ ۱۹۷۴ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سنہ

۱۹۷۷ء کو تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں جب قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ گرفتار ہوئے اور جیل میں بند کر دیے گئے تو علامہ ازہری نے حق نیابت ادا کیا اور ''جمیعت علماء پاکستان'' کے قائم مقام صدر کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیے۔ علامہ ازہری سنہ ۱۹۸۵ء میں دوسری مرتبہ غیر جماعتی الیکشن میں قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور جنرل ضیاء کے دور میں مجلس شوریٰ کے ممبر منتخب ہوئے۔

تلامذہ: آپ کے چند با صلاحیت تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

● مولانا خلیل اشرف اعظمی بانی فیض رضا بہاول نگر، ● مفتی غلام یٰسین امجدی بانی دارالعلوم قادریہ کراچی، ● مولانا غلام نبی فخری بانی دارالعلوم حامدیہ رضویہ کراچی، ● مولانا طفیل صاحب بانی دارالعلوم شمس العلوم کراچی، ● مولانا انوار المصطفیٰ قادری، ● پروفیسر ڈاکٹر مولانا عبد الباری صدیقی۔

جامع مسجد طیبہ کا قیام: آپ کی رہائش سعود آباد ملیر ضلع کراچی میں ایک کوارٹر میں تھی، ممبر قومی اسمبلی سے پہلے بھی وہی رہائش تھی اور بعد میں بھی وہیں قیام پزید رہے۔ بعد تدریس آپ کا وقت یہیں پر گزرتا، یہاں پر آپ نے جامع مسجد طیبہ کی بنیاد رکھی، جو آج بھی اہل سنت وجماعت کا مرکز ہے۔

تصانیف: علامہ ازہری کو تدریس سے فرصت کم ملی جس کی وجہ سے آپ تصنیفی میدان میں زیادہ کام نہ کر سکے۔ درج ذیل کتب آپ کی یادگار ہیں:

● تفسیر ازہری (مطبوعہ) پانچ جز، ● تاریخ الانبیاء (قلمی)۔

وصال: علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی ازہری پر دوران تدریس فالج کا اٹیک ہوا۔ آپ نو ماہ تک بستر پر رہے اور علاج کرانے کے لیے پنجاب کے علاقے سانگلہ ہل تشریف لے گئے اور وہیں ١٦ ربیع الاول سنہ ١٤١٠ء/ ١٨ اکتوبر سنہ ١٩٨٩ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی تدفین دارالعلوم امجدیہ عالم گیر وڈ کراچی کی "مسجد امجدی" کے مشرقی جانب ہوئی۔

(انوار علمائے اہلسنت سندھ/ص: ١٠٥١-١٠٥٤، بابائے فارسی حضرت مولانا منشی سیف الدین_____حیات و افکار/ص:١٣٣، ١٣٤)

علامہ مفتی ثناء المصطفیٰ اعظمی

ولادت: شہزادۂ صدر الشریعہ علامہ ثناء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ کی ولادت محلہ کریم الدین پورہ قصبہ گھوسی میں سنہ ١٩٤٢ء کو ہوئی۔ آپ کے والد ماجد صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (م ١٣٦٧ھ) کا دوران سفر حج وصال ہو گیا، اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ فرمائی۔

تعلیم: چوں کہ آپ مدینۃ العلماء گھوسی میں پیدا ہوئے تھے اور آپ کا گھرانہ بھی علمی تھا، اس لیے آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہو گئی، ابتدائی عربی و فارسی کی کتابیں آپ نے اپنے بڑے ماموں علامہ غلام آسی اور چھوٹے ماموں علامہ ارشد القادری علیہما الرحمہ سے ناگ پور میں پڑھیں۔ فن مناظرہ کی تحصیل

کرنے کے بعد آپ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہوئے، سنہ ۱۹۶۴ء میں دارالعلوم اشرفیہ سے درسیات کی تکمیل کرکے آپ نے دستار فضیلت و سند فراغت حاصل کی۔

اساتذہ: آپ کے ممتاز و قابل ذکر اساتذہ یہ ہیں:

● حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، ● حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، ● شیخ الحدیث علامہ عبد الرؤف بلیاوی، ● قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری بلیاوی، ● فیض العارفین علامہ غلام آسی، ● محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اعظمی۔

بیعت وخلافت: سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں آپ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند کے دست مبارک پر بیعت ہوئے، نیز مفتی اعظم ہند نے آپ کو آپ کے علم و عمل، تقویٰ و طہارت کی بنیاد پر اجازت و خلافت بھی عنایت فرمائی۔

درس و تدریس: سنہ ۱۹۶۵ء سے آپ نے تدریس کا آغاز کیا اور مختلف مدارس میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں۔ جب آپ کے بڑے بھائی محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب سنہ ۱۹۷۱ء میں دارالعلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ کلکتہ چھوڑ کر دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور تشریف لائے تو آپ ان کی جگہ دارالعلوم کلکتہ کے صدر المدرسین و مہتمم مقرر ہوئے۔ اور آخری وقت تک وہیں مفتی، قاضی اور صدر مدرس کی حیثیت سے دینی خدمات انجام دیتے رہے۔

افتا و قضا: علامہ ارشد القادری اور علامہ عزیز اللہ مظہری علیہما الرحمہ کے ایما و تحریک پر سنہ ۱۹۷۵ء میں ادارۂ شرعیہ بنگال کا قیام عمل میں آیا، اسی کے زیر اہتمام دار القضاء بھی قائم ہوا جس میں آپ کو

قاضی منتخب کیا گیا۔ اس منصب پر فائز رہتے ہوئے آپ نے تقریباً پچیس سال تک تحریراً و تقریراً افتا کا کام کیا۔

وصال: ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۹۹ء میں آپ کا وصال ہوا، آپ کی نماز جنازہ آپ کے بھائی محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ نے پڑھائی۔

(حیات حضور محدث کبیر/ص: ۶۲۰-۶۲۵)

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اعظمی

ولادت: فقیہ اعظم ہند شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اعظمی علیہ الرحمہ ۱۱ شعبان المعظم سنہ ۱۳۳۹ھ/ ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء کو محلہ کریم الدین پورہ قصبہ گھوسی میں پیدا ہوئے۔ آپ مفسر، محدث، شارح، مناظر، فقیہ، مدرس، مصنف، محقق، مقرر، ناقد اور مفتی جیسے بہت سے اوصاف و خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ ہندوستان کے نائب مفتی اعظم بھی تھے۔ تقریبا ۷۰۰۰۰ (ستر ہزار) فتاویٰ آپ کی نوک قلم سے وجود میں آئے۔ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ "فتاویٰ شارح بخاری" کے نام سے شائع ہوتا ہے۔

تعلیم: شارح بخاری نے گھوسی کے مقامی مکتب میں ناظرہ قرآن شریف ختم کیا اور صدر الشریعہ کے منجھلے بھائی مولانا حکیم احمد علی سے گلستاں و بوستاں پڑھی، جب حافظ ملت مبارک پور تشریف لائے تو شارح بخاری لگلے سال صدر الشریعہ کے ہمراہ حافظ ملت کے پاس پہنچ گئے، اور وہیں ۱۰ شوال سنہ ۱۳۵۳ھ/ سنہ ۱۹۳۴ء کو دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لے کر فارسی کی اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ

ابتدائی عربی سے لے کر صدرا، حمد اللہ، ہدایہ و ترمذی شریف تک کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ عربیہ اندرکوٹ میرٹھ میں علامہ غلام جیلانی محدث میرٹھی سے حاشیہ عبد الغفور اور شمس بازغہ وغیرہ اور علامہ غلام یزدانی اعظمی سے خیالی و قاضی مبارک وغیرہ اہم کتب کا درس لیا۔ سنہ ۱۳۶۱ھ/ سنہ ۱۹۴۲ء میں آپ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف پہنچے اور وہاں محدث اعظم پاکستان سے صحاح ستہ حرفاً حرفاً پڑھ کر دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ اور ۱۵ شعبان المعظم سنہ ۱۳۶۲ھ/ سنہ ۱۹۴۳ء کو درس نظامی سے فارغ ہوئے۔ صدرالشریعہ، صدر الافاضل اور حضور مفتی اعظم ہند جیسے اکابر علمائے اہل سنت نے شارح بخاری کو اپنے مقدس ہاتھوں سے دستار فضیلت سے نوازا، درس نظامی کی تکمیل کے بعد شارح بخاری نے ۱۴ ماہ تک صدر الشریعہ سے فتویٰ نویسی کی تعلیم حاصل کی، اور حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں نو (۹) سال رہ کر فتویٰ نویسی سیکھی۔

اساتذہ: آپ کے چند نامور استاذہ کے نام درج ذیل ہیں:

● فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، ● مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، ● حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، ● محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری، ● محدث ثناء اللہ امجدی اعظمی محدث مئوی، ● شارح بخاری صدر العلماء علامہ غلام جیلانی محدث میرٹھی، ● شیخ الحدیث علامہ غلام یزدانی اعظمی، ● شیخ الحدیث مولانا محمد سلیمان بھاگل پوری، ● شیخ القراء قاری عثمان اعظمی علیہم الرحمہ۔

تدریسی خدمات: شارح بخاری نے ہندوستان کے مختلف مدرسوں میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ ہر فن کی مشکل سے مشکل کتابیں پڑھائیں اور کئی سال تک دورۂ حدیث بھی پڑھاتے رہے، اخیر میں درس و تدریس کا مشغلہ چھوڑ کر چوبیس سال تک جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے مسند افتا پر رونق افروز ہو کر فتویٰ

نویسی کی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ نے جن مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں ان مدارس کے نام یہ ہیں:

● مدرسہ حنفیہ اہل سنت بحر العلوم مئو ناتھ بھنجن ضلع مئو، ● دار العلوم اہل سنت مدرسہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو، ● مدرسہ خیر الاسلام جپلہ ضلع پلامو (بہار)، ● مدرسہ حنفیہ مالیگاؤں (مہاراشٹر)، ● مدرسہ فضل رحمانیہ پچپڑوا ضلع گونڈہ، ● مدرسہ عین العلوم گیوال بگہہ ضلع گیا (بہار)، ● جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرام پور ضلع گونڈہ، ● دارالعلوم ندائے حق جلال پور ضلع فیض آباد، ● دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف، ● الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ (اتر پردیش)۔

تلامذہ: آپ کے چند اہم تلامذہ کے نام یہ ہیں:

● مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی مجیب اشرف رضوی اعظمی، ● خلیفۂ مفتی اعظم ہند مولانا محمد سلطان ادروی، ● مولانا قمر الدین اشرفی اعظمی، ● سراج الفقہاء مفتی نظام الدین مصباحی، ● صدر العلماء علامہ محمد احمد مصباحی بھیروی، ● مولانا عبد المبین نعمانی، ● علامہ بدر القادری اعظمی، ● علامہ یٰسین اختر مصباحی ادروی، ● مفتی قاضی شفیق صاحب الہٰ آبادی، ● مولانا فروغ احمد اعظمی سابق صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی۔

بیعت وخلافت: شارح بخاری صدر الشریعہ کے اولین مریدوں میں سے تھے۔ شارح بخاری کو جن علما و مشائخ نے سلاسل قرآن و حدیث اور سلاسل اولیا اللہ وغیرہ میں اجازت و خلافت سے نوازا ان کے نام درج ذیل ہیں:

● صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، ● مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں قادری، ● احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی (علیہم الرحمہ)۔

ہند و بیرون ہند کے علما و مشائخ کو اجازتیں: شارح بخاری لکھتے ہیں کہ "جن سلاسل کی مجھے اجازت ہے ان کی تعداد اٹھہتر (۷۸) ہے۔ اجازت قرآن مجید گیارہ (۱۱)، سلاسل حدیث انتالیس (۳۹)، سلاسل اولیا اٹھارہ (۱۸)، حرز یمانی، حزب البحر وغیرہ اور وظائف کی اجازتیں نو (۹)، سند فقہ۔" اتنی اجازتیں آپ کے ہم عصر علما میں چند ایک کو ہی حاصل رہی ہوں گی، اسی لیے ہند و بیرون ہند کے بہت سے علما و مشائخ نے آپ سے اجازتیں لیں، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

● مفتی مجیب اشرف اعظمی بانی دار العلوم امجدیہ ناگ پور، ● علامہ عبد الحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری (لاہور)، ● شیخ الحدیث علامہ عبد الحکیم شرف قادری (پاکستان)، ● حضرت سمیر القاضی (امریکہ)، ● شیخ سلیم علوان (انڈونیشیا)، ● شیخ حسام قراقیرہ (رئیس جمیعۃ المشاریع الخیریہ، لبنان)، ● شیخ غانم جلول (طرابلس)، ● شیخ ابراہیم شافعی (آسٹریلیا)، ● شیخ موفق رفاعی (سویزرلینڈ)، ● ڈاکٹر سید ارشاد احمد (بنگلہ دیش)، ● الاستاذ محمد کابہ (غینیا)، ● شیخ یوسف داؤد (جرمنی)، ● شیخ محمد الولی (ڈنمارک)۔

حج و عمرہ: شارح بخاری نے سنہ ۱۴۰۵ھ/ سنہ ۱۹۸۵ء میں پہلا حج، سنہ ۱۹۹۶ء میں پہلا عمرہ، سنہ ۱۴۱۸ھ/سنہ ۱۹۹۷ء میں دوسرا حج، اور ۱۴۱۸ھ/ سنہ ۱۹۹۸ء میں دوسرا عمرہ کیا۔

مناظرہ: شارح بخاری نے کئی مناظروں میں مختلف حیثیتوں سے شرکت فرمائی، کہیں مناظر اہل سنت کا علمی تعاون کیا تو کہیں خود مناظرہ کیا، کہیں مناظرے کی صدارت کی۔ درج ذیل مقامات میں آپ کا سرگرم اور نمایاں کردار رہا:

● بریلی شریف میں قادیانی سے مناظرہ (بزمانہ طالب علمی)، ● رائے پور ضلع لکھیم پور کھیری، ● باندو چترا ضلع پلامو، ● بھجن گاؤں ضلع بستی، ● جھریا ضلع دھنباد، ● کٹک (اڑیسہ)، ● بجر ڈیہہ بنارس، ● سعدی مدن پور ضلع فتح پور، ● بدایوں شریف۔

تصانیف: شارح بخاری کی چند تصنیفات و تالیفات کے نام درج ذیل ہیں:

● نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری، ● مقالات شارح بخاری، ● فتاویٰ شارح بخاری، ● تعلیقات فتاویٰ امجدیہ، ● مسئلہ تکفیر اور امام احمد رضا، ● اشرف السیر، ● اشک رواں، ● اسلام اور چاند کا سفر، ● تحقیقات، ● فتنوں کی سر زمین کون، نجد یا عراق؟، ● اثبات ایصال ثواب، ● مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں، ● شہادت حسین کا ذمہ دار کون؟، ● مسائل حج و زیارت، ● السراج الکامل، ● فرقوں کی تفصیل۔

وصال: ٦ صفر سنہ ١٤٢١ھ / سنہ ٢٠٠٠ء کو الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی عزیز المساجد میں نماز فجر ادا کرنے کے بعد فقیہ اعظم ہند حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کا وصال ہوا، آپ کی تدفین مدینۃ العلماء قصبہ گھوسی ضلع مئو میں ہوئی۔

(مقالات شارح بخاری/جلد:١/ ص: ٢٢-٧١ ، ماہنامہ اشرفیہ/ص:٣٥/نومبر ٢٠١٠ء)

مفتی ابوالظفر غلام یٰسین راز امجدی اعظمی

ولادت: حضرت علامہ مفتی ابو الظفر غلام یٰسین راز امجدی اعظمی علیہ الرحمہ کی پیدائش ۲۶ صفر المظفر سنہ ۱۳۵۱ھ / یکم جولائی سنہ ۱۹۳۲ء کو محلہ کریم الدین پورہ قصبہ گھوسی میں ہوئی۔ آپ کا تعلق بابائے فارسی مولانا سیف الدین شمسی علیہ الرحمہ کے خاندان سے تھا۔ آپ کا شجرۂ نسب یوں ہے: مفتی ابوالظفر غلام یٰسین بن الحاج اصغر علی اعظمی بن حافظ خیر اللہ اعظمی بن محمد طیب عدنی علیہم الرحمہ۔

تعلیم: مفتی صاحب نے اپنے دادا حافظ خیر اللہ اعظمی علیہ الرحمہ سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا، اشرفیہ میں سنہ ۱۹۴۴ء تا سنہ ۱۹۴۶ء تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی ازہری علیہ الرحمہ کے ہمراہ لاہور چلے گئے، اور لاہور میں ہی اپنے وقت کے جید علما سے علوم و فنون حاصل کیے، محدث اعظم پاکستان اور مفتی اعظم پاکستان علیہما الرحمہ سے آپ نے دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ محدث اعظم ہند علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی موجودگی میں آپ سنہ ۱۹۵۳ء کو دارالعلوم حزب الاحناف (لاہور) میں دستار فضیلت و سند فراغت سے نوازے گئے۔

اساتذہ: آپ کو جن جید اساتذۂ کرام سے شرف تلمذ حاصل رہا، ان اساتذہ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

● فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، ● محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری چشتی، ● حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، ● مفتی اعظم پاکستان مفتی ابوالبرکات سید احمد

قادری، ● شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی ازہری ● شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، ● شیخ الحدیث علامہ عبد الرؤف بلیاوی، ● شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی، ● علامہ مولانا غلام یزدانی اعظمی، ● علامہ مولانا قاری یحییٰ مبارک پوری، ● علامہ مولانا عبد اللہ علیہم الرحمہ۔

تدریسی و تعمیری خدمات: سنہ ۱۹۵۷ء میں مفتی ظفر علی نعمانی علیہ الرحمہ (بانی دارالعلوم امجدیہ کراچی) نے مفتی صاحب کو دارالعلوم امجدیہ گاڑھی کھاتہ کراچی میں مدرس مقرر کیا، مفتی صاحب دارالعلوم امجدیہ میں سنہ ۱۹٦۴ء تک تدریسی و فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دیتے رہے، سنہ ۱۹٦۵ء میں مفتی ابوالظفر صاحب نے دارالعلوم قادریہ رضویہ (ملیر قالونی سعود آباد : پاکستان) قائم کیا۔

تلامذہ: آپ کے چند اہم شاگردوں کے نام درج ذیل ہیں:

● مفتی اعظم پاکستان مفتی عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ (سابق مہتمم جامعہ نظامیہ لاہور و بانی رضا فاؤنڈیشن لاہور)، ● مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب ہزاروی (مہتمم دارالعلوم نعیمیہ و سابق چیئرمین رویت حلال کمیٹی پاکستان)، ● شیخ الحدیث علامہ عنایت الدین صاحب (بانی جامعہ غوثیہ سیالکوٹ)، ● مولانا مفتی اسماعیل ضیائی صاحب (شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی)، ● مولانا مبارک حسین مصباحی (استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور)، ● علامہ مولانا پروفیسر سعید الرحمن صاحب، ● پروفیسر ڈاکٹر عبد اللہ قادری صاحب، ● پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری صاحب، ● مولانا ڈاکٹر شاہ محمد تبریزی القادری (محقق، آپ نے سوا دو سو صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام جمع کیا اور عہد نبوی ﷺ کی نعتیہ شاعری پر مقالہ لکھ کر سنہ ۲۰۱۰ء میں جامعہ کراچی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی)۔

تصانیف: مفتی صاحب کی چند تصنیفات و تالیفات کے نام درج ذیل ہیں:

● وقار شریعت (بنیادی فقہی مسائل پر نادر کتاب)، ● وثائق بخشش شرح حدائق بخشش (دو جلدیں)، ● مدالابصار ترجمہ و تشریح جد الممتار، ● فتاویٰ یٰسینی، ● حاشیہ تمہید الایمان، ● جدید لغات عربیہ، ● نظام مصطفیٰ ﷺ کیا ہے؟، ● دین اسلام کے مختلف مسائل کا حل، ● حج و عمرہ، ● عورتوں کے حقوق۔

وصال: ۲۹ جمادی الثانی سنہ ۱۴۲۸ھ / ۱۵ جولائی سنہ ۲۰۰۷ء کو ۷۲ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا، آپ کی تدفین دارالعلوم قادریہ رضویہ ملیر سعود آباد کراچی کے احاطے میں ہوئی۔

(بابائے فارسی حضرت مولانا منشی سیف الدین ـــــ حیات و افکار/ ص: ۱۳۲-۱۳۹)

مولانا قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی

ولادت: شہزادۂ صدر الشریعہ مولانا قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ سنہ ۱۹۲۴ء کو اجمیر شریف (راجستھان) میں پیدا ہوئے، آپ کا آبائی وطن گھوسی تھا۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو اس وقت آپ کے والد حضرت صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ العزیز اجمیر شریف کے مدرسہ معینیہ میں صدرالمدرسین تھے۔

تعلیم: قاری صاحب نے ابتدائی تعلیم مدرسہ معینیہ میں حاصل کی، پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ پہنچے اور یہاں درس نظامی کی تکمیل کی۔ اس کے بعد سنہ ۱۹۵۰ء میں آپ نے مدرسہ اسلامیہ میرٹھ میں داخلہ لیا اور علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ سے درس حدیث

حاصل کیا۔ آپ کے خاندان میں تقریبا دس پشتوں سے صرف عالم اور حکیم پیدا ہوتے آ رہے تھے، کوئی حافظ قرآن نہ ہوا، اس لیے حضرت صدرالشریعہ نے قاری صاحب کو حافظ قرآن بنا دیا۔

میمن مسجد میں تراویح: قاری صاحب کا شمار برصغیر کے عمدہ قاریوں میں ہوتا تھا۔ پاکستان میں قیام کے دوران تقریبا ۵۵ سال تک آپ نے میمن مسجد کراچی میں تراویح پڑھائی، رمضان المبارک میں آپ کا تراویح پڑھانے کا منفرد انداز تھا جو دلوں کو موہ لیتا تھا، قاری صاحب اپنے بارے میں خود فرماتے ہیں:
"میں نیو میمن مسجد میں تین رات شبینہ سناتا ہوں جو ٹیلیویژن کے ذریعہ نشر ہوتا ہے اور پوری دنیا سے مبارک باد و تعریف کے فون آتے ہیں۔" (حیات حضور محدث کبیر/ص:۶۱۹، ۶۲۰)

درس و تدریس: آپ دارالعلوم امجدیہ کراچی میں طویل عرصے تک درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، اور اپنے قائم کیے ہوئے ادارے دارالعلوم نوریہ رضویہ کلفٹن کراچی کے مہتمم بھی رہے۔

مجموعۂ وظائف: تقریباً ۳۲۰ صفحات پر مشتمل آپ کی یہ کتاب مکتبہ رضویہ گاڑی کھاتہ آرام باغ کراچی سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں قرآن پاک کی مخصوص سورتیں جن کے فضائل احادیث میں بے شمار ہیں شامل کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں اوراد، وظائف، درود شریف اور دعاؤں کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ نیز حجاج و زائرین کے لیے اس میں حج، عمرہ اور زیارت مدینہ منورہ کی دعائیں بھی شامل کی گئی ہیں۔

مجموعۂ وظائف کے علاوہ آپ نے ایک اور کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ ہے۔

وصال: ماہ دسمبر سنہ ۲۰۱۵ء کو قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا، آپ کی نماز جنازہ نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ میں ادا کی گئی، آپ کی تدفین آپ کے قائم کیے ہوئے ادارے دارالعلوم نوریہ

رضویہ کلفٹن کراچی کے احاطے میں ہوئی۔

(حیات حضور محدث کبیر، مجموعۂ وظائف، قرآن نمبر/ص:۲۴)

شارح ابوداؤد شیخ الحدیث علامہ قمر الدین قمر اشرفی

ولادت: علامہ قمر الدین قمر اشرفی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث مدرسہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو یکم جولائی سنہ ۱۹۳۹ء کو محلہ کریم الدین پورہ قصبہ گھوسی میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: دارالعلوم اہل سنت مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں آپ نے ناظرہ قرآن مجید، اردو عربی اور فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد شمس العلوم میں ہی شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اعظمی علیہ الرحمہ سے نحو میر، ہدایۃ النحو، کافیہ، مرقات اور قدوری وغیرہ کا اور باباے فارسی مولانا محمد سعید خاں فتح پوری علیہ الرحمہ سے گلستاں، بوستاں، اخلاق محسنی اور یوسف زلیخا وغیرہ کتب کا درس لیا، اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہوئے، دارالعلوم اشرفیہ میں حافظ ملت محدث مرادآبادی، علامہ عبد الرؤف بلیاوی، علامہ غلام جیلانی اعظمی اور علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہم الرحمہ وغیرہ سے "سابعہ" تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد (گجرات) میں داخلہ لیا، دارالعلوم شاہ عالم میں آپ نے بخاری شریف، ابو داؤد شریف اور بیضاوی شریف وغیرہ علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی (مصنف سیرۃ المصطفیٰ ﷺ) سے اور مسلم شریف علامہ مبین الدین امروہوی علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ ۱۲ شعبان المعظم سنہ ۱۳۷۵ھ/ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۵۶ء میں آپ نے دستار فضیلت و سند فراغت حاصل کی۔

بیعت وخلافت: آپ کو علامہ سید محمد مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ نے سلسلۂ اشرفیہ چشتیہ کی، حضرت محمد علی قادری آبادانی فریدی تیغی ابراہیمی نے سلسلۂ قادریہ مجددیہ آبادانیہ ابراہیمیہ محمدیہ کی اور علامہ سید حامد حسن الجیلانی علیہ الرحمہ نے سلسلۂ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ منوریہ کی اجازتیں و خلافتیں عطا فرمائیں۔

درس وتدریس: مدرس، صدر المدرسین یا شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہتے ہوئے آپ نے ساٹھ سال تک جن مدارس اسلامیہ میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیے ان مدارس کے نام یہ ہیں:

● مدرسہ قادریہ جمبوسر ضلع بھڑوچ (گجرات)، ● دارالعلوم فضل رحمانیہ گونڈہ، ● دارالعلوم اہل سنت شمس العلوم گھوسی ضلع مئو، ● دارالعلوم احسن المدارس قدیم کان پور، ● دارالعلوم سید العلوم بہرائچ شریف، ● دارالعلوم ندائے حق جلال پور ضلع امبیڈکر نگر، ● دارالعلوم عزیزیہ مظہر العلوم نچول بازار ضلع مہاراج گنج، ● دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ ضلع امبیڈکر نگر، ● دارالعلوم غریب نواز ڈومریا گنج ضلع سدھارتھ نگر، ● مدرسہ غوثیہ حضوریہ سریاں شریف ضلع اعظم گڑھ۔

تلامذہ: آپ کے چند باصلاحیت شاگردوں کے نام یہ ہیں:

● مولانا افتخار احمد قادری اعظمی شیخ الحدیث مدرسہ غریب نواز لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ، ● مولانا رضوان احمد نوری شریفی سابق شیخ الادب مدرسہ شمس العلوم گھوسی و بانی الجامعۃ البرکاتیہ گھوسی، ● مولانا محمد اسماعیل بانی دارالعلوم غوثیہ تیغیہ رسول آباد سلطان پور، ● مولانا فیضان المصطفیٰ اعظمی شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ گھوسی، ● مولانا نظیر احمد منانی شیخ الحدیث مدرسہ ضیاء العلوم خیرآباد مئو، ● مفتی عابد حسین نوری مصباحی شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم جمشید پور، ● مولانا محمد حنیف قادری شیخ الحدیث جامعہ حبیبیہ

دھام نگر اڑیسہ، ● مولانا غلام خیر البشر شمسی شیخ الحدیث دارالعلوم اجمل العلوم سنبھل مرادآباد، ● مولانا قاری تنویر احمد شمسی سری لنکا۔

مدرسہ اشرفیہ غوثیہ کا قیام: قصبہ گھوسی کے محلہ مانک پور اسنا میں آپ نے کچھ سال پہلے مدرسہ اشرفیہ غوثیہ قائم کیا، ۳ اکتوبر سنہ ۲۰۱٦ء کو عید میلاد النبی ﷺ کے اجلاس میں اس مدرسے کا تعلیمی افتاح ہوا۔

شروحات: آپ نے درج ذیل شروحات تحریر فرمائیں:

● شرح ابو داؤد شریف، ● شرح غزلیات نظیری، ● شرح ازہار العرب، ● شرح المجتنیٰ۔

وصال: یکم فروری سنہ ۲۰۱۷ء کو استاذ العلماء قمر ملت علامہ مولانا قمر الدین اشرفی قدس سرہ العزیز کا وصال ہوا، آپ کی نماز جنازہ سراج الفقہاء مفتی نظام الدین مصباحی صدر المدرسین و صدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے پڑھائی، آپ کی تدفین محلہ مانک پور اسنا قصبہ گھوسی میں ہوئی۔

(استاذ العلماء قمر ملت علامہ مولانا قمر الدین اشرفی قدس سرہ العزیز____نقوش و تاثرات/ص: ۴۸-۷۸)

بابائے فارسی مولانا منشی سیف الدین شمسی

ولادت: بابائے فارسی مولانا منشی سیف الدین شمسی علیہ الرحمہ کی پیدائش ۱۸ اگست سنہ ۱۹۴۷ء کو قصبہ گھوسی میں ہوئی۔ مولانا شمسی کا سلسلۂ نسب کچھ یوں ہے: مولانا سیف الدین بن حاجی اصغر علی بن حافظ خیر اللہ اعظمی بن الحاج محمد طیب عدنی علیہم الرحمہ۔ حضرت محمد طیب عدنی رحمہ اللہ سنہ

۱۸۷۵ء میں تلاش معاش کے غرض سے ہندوستان تشریف لائے، یہاں آکر آپ نے دوسری شادی کی جن سے حافظ خیر اللہ اعظمی گھوسوی اور حاجی عبد المجید بنارسی علیہما الرحمہ پیدا ہوئے۔

تعلیم: مولانا شمسی نے ابتدائی تعلیم تا دورۂ حدیث کی تحصیل و تکمیل دارالعلوم اہل سنت شمس العلوم گھوسی میں کی۔ علاوہ ازیں جامعہ اردو علی گڑھ سے آپ نے ادیب، ادیب ماہر اور ادیب کامل کی اسناد بھی حاصل کیں۔

اساتذہ: مولانا شمسی کے چند اساتذہ کے نام یہ ہیں:

● علامہ سمیع اللہ امجدی ، ● علامہ قمر الدین قمر اشرفی، ● مفتی وکیل احمد قادری ، ● مولانا محمد رمضان ، ● ماسٹر شرف الدین صاحب ۔

بیعت: مولانا شمسی وفات سے ایک سال قبل سنہ ۲۰۱۷ء میں مولانا جلال الدین اشرف قادری میاں کچھوچھوی حفظہ اللہ کے دست مبارک پر سلسلۂ اشرفیہ چشتیہ میں بیعت ہوئے۔

تدریسی و تعمیری خدمات: سنہ ۱۹۶۷ء میں آپ چند مہینوں کے لیے شمس العلوم گھوسی میں مدرس مقرر ہوئے۔ شمس العلوم کی ملازمت ترک کرکے آپ علی نگر امرائن کے مدرسے میں درس و تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔ یہاں سے مدرسہ سلیمیہ اور مدرسہ سلیمیہ سے ناگ پور میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد سنہ ۱۹۶۹ء میں آپ گھوسی واپس آ گئے۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اعظمی حفظہ اللہ اور شیخ القراء قاری عثمان اعظمی رحمہ اللہ کے باہمی مشورے پر آپ نے جامع مسجد کریم الدین پورہ گھوسی میں مدرسہ فیض الاسلام کی بنیاد رکھی، کچھ سال بعد یہ مدرسہ مدرسہ شمس العلوم میں ضم کر دیا گیا۔ گھوسی میں رہ کر آپ مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں تفسیر، حدیث، فقہ، عربی اور فارسی ادب کی

کتابیں پڑھاتے رہے، جب آپ جامعۃ البنات گھوسی میں مدرس مقرر ہوئے تو تدریسی فرائض کے ساتھ ساتھ نئی معلمات کو ٹریننگ دیتے اور ان کی مشکلات کو آسان کرتے، جس سے وہ اونچی اونچی کتابیں پڑھانے کے لائق بنیں۔ ریٹائر ہونے کے بعد کچھ دنوں تک الجامعۃ البرکاتیہ گھوسی میں بھی مدرس رہے۔

تالیف و تراجم: مولانا شمسی کے اندر انشاپردازی، تصنیف و تالیف کی صلاحیت موجود تھی، مگر اسے بروئے کار لانے کا موقع کم میسر ہوا، وقتاً فوقتاً مضامین لکھا کرتے، جو رسائل میں شائع ہوتے، کوئی مستقل کتاب منظر عام پر نہ آسکی۔ البتہ آپ نے کچھ فارسی کتابوں کے اردو تراجم کیے، جن کا تعارف درج ذیل ہے:

- **صلاۃ طیبی:** آپ نے قطب بنارس شیخ طیب بنارسی علیہ الرحمہ کی فارسی کتاب "صلاۃ طیبی" کے قلمی نسخے کا اردو ترجمہ کیا جو ۴۶۴ صفحات پر مشتمل "دینی احکام" کے نام سے شائع ہوا۔

- **اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ المصابیح کا اردو ترجمہ:** آپ نے شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی فارسی کتاب "اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ المصابیح" کے ترجمے کا آغاز کیا اور ایک جلد کا ترجمہ مکمل کر لیا، مگر طبیعت کی نقاہت و کمزوری پھر فاروقیہ ڈپو دہلی سے اشعۃ اللمعات کا مکمل ترجمہ (از مولانا سعید احمد نقشبندی اور علامہ عبد الحکیم شرف قادری علیہما الرحمہ وغیرہ) سات جلدوں میں مطبوعہ دیکھ کر فرمایا کہ "اب اس ترجمے کی ضرورت نہیں ایک اچھا ترجمہ منظر عام پر آگیا ہے۔"

شاعری: بابائے فارسی کو اللہ تعالیٰ نے ادب و شعر کا پاکیزہ ذوق عطا فرمایا تھا۔ مولانا کے اشعار میں سادگی، سلاست و برجستگی تھی۔ آپ کا تخلص "سیف" تھا۔ مولانا کی نعتیہ شاعری میں عادات و معجزات

نبی ﷺ کا ذکر ملتا ہے، چناں چہ مولانا شمسی تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے معجزوں کا ذکر یوں کرتے ہیں ۔

اللہ نے سرکار کو قدرت ہے یہ بخشی
سورج پلٹ آیا ہے دو نیم قمر ہے!!

دوسرے شعر میں یوں رقم طراز ہیں ۔

ایسے امی ہیں کہ دست بو جہل میں
کنکری کو بھی کلمہ پڑھانے لگے!!

تلامذہ: مولانا شمسی نے تقریبا ۴۵ سال تدریس علوم و فنون کے مقدس شغل میں بسر کیے، آپ کے بے شمار شاگرد ہیں، جن میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

● مولانا عبد الرشید مرحوم، ● ڈاکٹر انجم، ● ڈاکٹر محمد قائم اعظمی، ● پروفیسر خواجہ اکرام الدین، ● ڈاکٹر ملیح اصغر اعظمی، ● ڈاکٹر امتیاز احمد، ● مولانا فیضان المصطفیٰ قادری، ● مولانا اختر کمال مصباحی، ● مولانا ثناء المصطفی، ● ڈاکٹر کلیم احسن، ● مولانا اخلاق احمد اعظمی۔

وصال: مولانا شمسی وفات سے تقریباً دو سال قبل تک مریض تھے، علاج و معالجے کے باوجود صحت روز بروز گرتی گئی، بالآخر ٦ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۴۳۹ھ / ۲۴ جنوری سنہ ۲۰۱۸ء کو آپ کا انتقال ہوا، آپ کی تدفین محلہ کریم الدین پورہ قصبہ گھوسی میں ہوئی۔

(بابائے فارسی حضرت مولانا منشی سیف الدین ــــــ حیات و افکار/ص: ۸-۹۳)

شیخ الحدیث مفتی مظفر الدین احمد مصباحی

ولادت: مفتی مظفر الدین احمد مصباحی علیہ الرحمہ (سابق شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم جلالی پورہ وارانسی) علامہ سمیع اللہ امجدی اعظمی علیہ الرحمہ (بانی الجامعۃ الامجدیہ بھیونڈی) کے فرزند تھے، آپ کی ولادت ۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۵۵ء کو محلہ امجد نگر (سماری ڈیہہ) قصبہ گھوسی میں ہوئی۔

تعلیم: مفتی مظفر الدین صاحب الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں درس نظامی کی تکمیل کے بعد سنہ ۱۹۷۷ء کو پہلے عرس عزیزی کے موقع پر دستار فضیلت و سند فراغت سے نوازے گئے۔

اساتذہ: آپ کے چند اہم اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

● حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، ● حضرت قاضی شمس الدین احمد جعفری، ● قاضی شریعت علامہ محمد شفیع اعظمی، ● بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی مبارک پوری، ● محبوب العلماء علامہ محبوب اشرفی، ● محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی، ● علامہ یٰسین اختر مصباحی، ● حافظ و قاری محمد یونس مجددی کان پوری، ● علامہ اسرار احمد خاں، ● علامہ نصیر الدین عزیزی۔

بیعت و خلافت: سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں آپ حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے بیعت تھے، علاوہ ازیں ڈاکٹر صوفی شہاب الدین رضوی علیہ الرحمہ سے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ کی اور مولانا سید محمد مرتضیٰ علی صاحب حفظہ اللہ سے جمیع سلاسل کی اجازت و خلافت حاصل تھی۔

درس و تدریس: فراغت کے بعد سنہ ۱۹۷۸ء یا ۱۹۷۹ء سے آپ نے درس و تدریس کا آغاز کیا۔ آپ نے جن مدارس اسلامیہ میں تدریسی خدمات دیں، ان مدارس کے نام یہ ہیں:

● مدرسہ مداریہ جلالی پور، لاہر پور (سیتا پور)، ● الجامعۃ الصمدیہ پھپھوند شریف (اٹاوہ)، ● مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم جلالی پورہ (وارانسی/بنارس)۔

تصانیف: آپ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصنیفات و تالیفات کے نام درج ذیل ہیں:

● تذکرۂ امجدی، ● تبلیغی جماعت کی حقیقت، ● علامہ فضل حق خیرآبادی و مرزا غالب، ● نفاق، منافقین اور ان کا کردار۔

وصال: ۱۴ نومبر سنہ ۲۰۱۹ء کو استاذ العلماء والاساتذہ شیخ الحدیث والادب حضرت علامہ حافظ مفتی مظفر الدین احمد مصباحی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا، آپ کی تدفین قصبہ گھوسی ضلع مئو میں ہوئی۔

(تذکرۂ امجدی/ص: ۱۹۰-۱۹۱)

مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی مجیب اشرف رضوی

ولادت: اشرف الفقہاء مفتی اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ بانی جامعہ دارالعلوم امجدیہ ناگ پور (مہاراشٹر) شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے واحد شاگرد تھے

جنہوں نے شارح بخاری سے ابتدا تا انتہیٰ تعلیم حاصل کی۔ آپ کی ولادت ۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۶ھ / ٦ نومبر سنہ ۱۹۳۷ء کو مدینۃ العلماء گھوسی کے محلہ کریم الدین پورہ میں ہوئی۔

تعلیم: اشرف الفقہاء نے قرآن شریف حضرت میاں جی محمد تقی علیہ الرحمہ سے پڑھا، مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں اردو، فارسی اور عربی متوسطات کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ رحمانیہ گونڈہ (اتر پردیش) میں شارح بخاری سے شرح جامی پڑھی، مدرسہ رحمانیہ کے بعد آپ دارالعلوم مظہرِ اسلام بریلی شریف پہنچے اور وہیں درس نظامی کی تکمیل کے بعد ۱۹ شوال سنہ ۱۹۵۷ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔

اساتذہ: آپ کے چند اساتذۂ کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

● حضرت میاں جی محمد تقی، ● حضرت مولانا شمس الدین، ● علامہ رضاء المصطفٰے قادری ابن صدر الشریعہ، ● صدرالعلماء علامہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی، ● شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی، ● شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی، ● حضرت مولانا معین الدین اعظمی، ● محدث ثناء اللہ امجدی اعظمی محدث مئوی علیہم الرحمہ۔

بیعت وخلافت: اشرف الفقہاء سنہ ۱۹۵۲ء میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت ہوئے، نیز مفتی اعظم ہند نے آپ کو اجازت و خلافت سے سرفراز کیا۔

تدریسی اور تعمیری خدمات: آپ اپنے پیر و مرشد کے حکم پر سنہ ۱۹۵۸ء کو جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگ پور میں نائب شیخ الحدیث کی حیثیت سے تشریف لے گئے، ساتھ ہی ناگ پور کی مختلف مساجد میں درس قرآن و حدیث بھی دیتے رہے۔ جامعہ عربیہ اسلامیہ سے علاحدگی کے بعد آپ نے دارالعلوم

امجدیہ ناگ پور قائم کیا، دارالعلوم کے تعمیری کام کی تکمیل کے بعد آپ اسی دارالعلوم میں درس و تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔

● دارالعلوم امجدیہ کا قیام: اشرف الفقہاء نے ناگ پور میں سنہ ۱۹۶۶ء کو دارالعلوم امجدیہ قائم کیا۔ جس کی سنگ بنیاد حضور مفتی اعظم ہند (ابن امام احمد رضا محدث بریلوی) اور برہانِ ملت علامہ برہان الحق جبل پوری علیہما الرحمہ نے رکھی۔

● امجدی مسجد کا قیام: اشرف الفقہاء نے ناگ پور کے محلہ شانتی نگر میں امجدی مسجد کی بنیاد رکھی۔

● دارالعلوم انوارِ رضا کا قیام: اشرف الفقہاء نے سنہ ۱۹۸۸ء کو گجرات میں "دارالعلوم انوارِ رضا" کی بنیاد رکھی۔

● دارالعلوم انوار مصطفیٰ کا قیام: اشرف الفقہاء نے آندھر پردیش کے ضلع کریم نگر قصبہ سدی پیٹ میں اپنی نگرانی میں دارالعلوم انوار مصطفیٰ کا قیام فرمایا۔

تصانیف: اشرف الفقہاء صاحب تصانیف عالم دین تھے، آپ کی چند تصنیفات و تالیفات کے نام درج ذیل ہیں:

● تحسین العیادۃ، ● حضور مفتیِ اعظم پیکرِ استقامت و کرامت، ● خطباتِ کولمبو، ● ارشاد المرشد یعنی بیعت کی حقیقت، ● مسائلِ سجدۂ سہو، ● المرویات الرضویہ فی الاحادیث النبویہ، ● تنویر العین، ● تابشِ انوارِ مفتیِ اعظم۔

فتاویٰ: آپ ایک گراں قدر مفتی بھی تھے، آپ کے نوک قلم سے سیکڑوں فتاوے معرض وجود میں آئے جو دارالعلوم امجدیہ ناگ پور کے رجسٹر میں محفوظ ہیں۔

وصال: ۱۵ ذی الحجہ سنہ ۱۴۴۱ھ / ٦ اگست سنہ ۲۰۲۰ء کو حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کا وصال ہوا۔ آپ کی تدفین ناگ پور میں ہوئی۔

(ارشاد المرشد یعنی بیعت کی حقیقت/ ص:۳-۵)

محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری

ولادت: شہزادۂ صدر الشریعہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اعظمی مصباحی حفظہ اللہ ۲ شوال المکرم سنہ ۱۳۵۴ھ/ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۳۵ء-۳۶ء کو مدینۃ العلماء گھوسی میں پیدا ہوئے۔ اس وقت آپ ہندوستان کے نائب قاضی القضاۃ ہیں۔

تعلیم: محدث کبیر نے قاعدہ بغدادی، پارہ عم اور اردو کی ابتدائی کتابیں اپنے والد صدر الشریعہ سے پڑھیں، اور اپنے منجھلے والد حکیم احمد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے اردو کی دوسری کتابیں مکمل کرنے کے بعد شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا پند نامہ معروف بہ کریما شروع کیا۔ پھر جامعہ عربیہ ناگ پور جاکر آپ نے اپنے ماموں علامہ غلام آسی پیا علیہ الرحمہ (تلمیز: قاضی حبیب اللہ الہ آبادی علیہ الرحمہ) سے فن قراءت کی تکمیل کی۔ ناگ پور میں نحو و صرف کے اصول و قواعد سے بخوبی واقف ہو جانے کے بعد سنہ ۱۹۵۰ء میں آپ نے دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا۔ آپ نے دارالعلوم اشرفیہ میں درس نظامی کی تکمیل کرکے سنہ ۱۹۵۷ء میں دستار فضیلت و سند فراغت حاصل کی۔ نیز دوران تعلیم ہی آپ رمضان المبارک اور گرمی کی چھٹیوں میں بریلی شریف جاکر حضور مفتی اعظم ہند سے فن افتا کی مشق کرتے رہے۔

اساتذہ: آپ کے چند نامور اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

● صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، ● حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، ● حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، ● بحر العلوم علامہ عبد المنان اعظمی مبارک پوری، ● شیخ الحدیث علامہ عبد الرؤف بلیاوی، ● شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، ● فیض العارفین شیخ الحدیث علامہ غلام آسی پیا، ● شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہم الرحمہ۔

بیعت وخلافت: حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت و خلافت عطا فرمائی، اور چشم و چراغ خاندان برکات حضور سید نظمی میاں علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا۔

درس وتدریس: فراغت کے بعد آپ مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے، شمس العلوم کے اراکین کی درخواست پر حافظ ملت نے آپ کو شمس العلوم گھوسی میں بحیثیت صدر المدرسین بنا کر بھیجا، شمس العلوم کے بعد آپ دارالعلوم فتحیہ فرفرہ (مشرقی بنگال) میں سنہ ۱۹۶۱ء کو منصب شیخ الحدیث پر فائز ہوئے۔
دارالعلوم فتحیہ فرفرہ کے بعد آپ مدرسہ منظر اسلام ہوڑہ کلکتہ میں تشریف لے گئے، اور منظر اسلام کو وسیع کرکے جدید تعمیر کروائی اور اسے مکتب سے دارالعلوم میں تبدیل کر دیا، منظر اسلام کی سنگ بنیاد میں حافظ ملت محدث مرادآبادی، سید العلماء اور مجاہد ملت علیہم الرحمہ تشریف لائے اور اس ادارے کا نام تبدیل کرکے "ضیاء الاسلام" کر دیا۔ اور یہ ادارہ اسی نام سے مشہور ہو گیا۔ اشرفیہ کے نائب شیخ الحدیث علامہ عبد الرؤف بلیاوی رحمہ اللہ کے وصال کے بعد سنہ ۱۹۷۲ء میں حافظ ملت نے آپ کو جامعہ اشرفیہ میں ان کی جگہ نائب شیخ الحدیث منتخب کر دیا، اور علامہ بلیاوی کی ساری ذمہ داریاں آپ کو سونپ دی

گئیں۔ بعد میں آپ اشرفیہ کے شیخ الحدیث و صدر المدرسین وغیرہ بھی رہے۔ سنہ ۲۰۰۳ء میں اشرفیہ سے استعفیٰ دینے کے بعد آپ اپنے قائم کیے ہوئے ادارے جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں بحیثیت شیخ الحدیث تشریف لائے، اور اب تک اسی منصب پر فائز ہیں۔ علاوہ ازیں مدینۃ العلماء گھوسی میں ''امجدی رضوی مسجد'' آپ نے ہی قائم کی۔

قلمی خدمات: مختلف مصروفیات کی وجہ سے محدث کبیر کو تحریری کاموں کے لیے زیادہ وقت نہیں ملا، آپ کی قلمی خدمات درج ذیل ہیں:

● ہزار سے زائد فتاوے، ● متعدد تحقیقی مضامین، ● فقہی سیمیناروں کے درجنوں خطبات صدارت، ● سیکڑوں کتب اہل سنت پر معلوم افزا تقاریظ، ●رسالہ مشینی ذبیحہ، ● علم حدیث، تدوین حدیث اور اسمائے رجال وغیرہ سے متعلق سیکڑوں صفحات پر مشتمل بے نظیر تحقیقات کا مجموعہ جو مبارک پور سے گھوسی منتقل ہونے میں ضائع ہو گیا، ● حاشیہ طحاوی شریف پر عربی میں ایک گراں قدر کام، وغیرہ۔

نوٹ: آپ کے درس بخاری کا مجموعہ دو جلدوں میں شائع ہو کر منظر عام پر آچکا ہے۔ جسے مولانا محمد احمد برکاتی امجدی حفظہ اللہ استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی نے مرتب کیا ہے۔

مناظرہ: آپ ایک اچھے مناظر بھی ہیں، مجموعی طور پر صدر اور مناظر کی حیثیت سے درج ذیل مناظروں میں آپ شریک ہوئے:

● مناظرہ بجر ڈیہہ (بنارس)، ● مناظرہ بدایوں شریف، ● مناظرہ باندو چترو پلاموں، ● مناظرہ دامدا پورلیا (بنگال)، ● مناظرہ ملک پور کٹیہار (بہار)، ● مناظرہ ہرن پور مویشی ہارٹ پاکوڑ، ● مناظرہ کٹک۔

(حیات حضور محدث کبیر/ص: ۲۷-۵۷۹)

شیخ الحدیث علامہ بہاء المصطفیٰ اعظمی مصباحی

ولادت: شہزادۂ صدر الشریعہ شیخ الحدیث علامہ بہاء المصطفیٰ اعظمی مصباحی حفظہ اللہ سنہ ۱۳۶۰ھ/ سنہ ۱۹۴۱ء کو محلہ کریم الدین پورہ قصبہ گھوسی میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: آپ کے والد صدر الشریعہ نے آپ کو تسمیہ کرایا اور والدہ ماجدہ نے قاعدہ اور اردو وغیرہ کی ابتدائی کتابوں کا درس دیا۔ جب آپ اردو اور عربی اچھی طرح پڑھنے لگے تو درس نظامی شروع کیا، اپنی والدہ ماجدہ کے حکم پر آپ حضور حافظ ملت محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ کے پاس پہنچے، حافظ ملت نے آپ کو دو سال ابتدائی درجات کی تکمیل کے لیے مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں آپ کے بڑے بھائی محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی حفظہ اللہ کے پاس بھیج دیا، مدرسہ شمس العلوم میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ پھر دارالعلوم اشرفیہ میں حاضر ہوئے اور وہیں پر درسیات کی تکمیل کی اور سنہ ۱۳۸۴ھ/ سنہ ۱۹۶۴ء میں سند فراغت حاصل کی۔

اساتذہ: آپ کے چند مشہور و معروف اساتذہ کے نام یہ ہیں:

● حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، ● شیخ الحدیث علامہ عبد الرؤف بلیاوی، ● شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اعظمی، ● بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی مبارک پوری علیہم الرحمہ، ● محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اعظمی۔

بیعت وخلافت: آپ کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا، نیز مفتی اعظم ہند سے آپ کو اجازت و

خلافت بھی حاصل ہوئی۔

تدریسی خدمات: فراغت کے بعد آپ نے اپنے مادر علمی دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور سے تدریس کا آغاز کیا، پھر آپ اپنے پیر و مرشد حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کے مدرسہ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں بحیثیت مدرس تشریف لے گئے، چار سال تک مظہر اسلام میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد مولانا ریحان رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی دعوت پر آپ امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے قائم کردہ ادارہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں منتقل ہو گئے۔ آپ نے اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ اسی دارالعلوم منظر اسلام میں درس و تدریس کے فرائض انجام دینے میں گزارا، اس وقت آپ جامعۃ الرضا بریلی شریف کے منصب شیخ الحدیث پر فائز ہیں۔

نشریاتی بصیرت: علمائے اہل سنت کی کتابیں طبع کروانے کے لیے آپ نے قادری کتاب گھر کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا، جس میں آپ نے اعلیٰ حضرت، محدث کوٹلوی، صدر الشریعہ اور مفتی اعظم ہند علیہم الرحمہ وغیرہ اکابر علمائے اہل سنت کی کتابیں طبع کرائی ہیں، جن میں فقیہ اعظم علامہ ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی علیہ الرحمہ کی معرکۃ الآراء کتاب "فقہ الفقیہ" اور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کی لکھی کتاب بہار شریعت (فقہ حنفی کی انسائیکلوپیڈیا) قابل ذکر ہیں۔

(حیات حضور محدث کبیر/ص: ۶۲۵-۶۲۷)

شیخ الحدیث علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی شمسی

ولادت: شیخ الحدیث علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی صاحب حفظہ اللہ ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۶۸ھ کو محلہ کریم

الدین پورہ قصبہ گھوسی میں پیدا ہوئے۔ آپ جماعت اہل سنت کے ایک مایہ ناز عالم، فاضل، مدرس، مصنف، مؤلف، مؤرخ، ادیب اور سوانح نگار ہیں۔

والد: علامہ عاصم اعظمی کے والد مولانا محمد سالم امجدی علیہ الرحمہ حضرت صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے خاص مریدین میں سے تھے، آپ نے ابتدائی تعلیم قصبہ گھوسی میں پائی، پھر دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہو کر متوسطات تک تعلیم حاصل کی، اس کے بعد مزید تعلیم کے لیے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا اور وہیں سنہ ۱۳۶۴ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد آپ حضرت صدر الشریعہ کے حکم پر مدرسہ امجدیہ راجستھان میں جاکر ۴۲ سال تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ سنہ ۱۹۸۸ء کے بعد خرابیٔ صحت کی وجہ سے مستقل طور پر وطن مالوف گھوسی ہی میں قیام پزیر رہے اور یہیں ۱۵ صفر المظفر سنہ ۱۴۲۴ھ/ ۱۸ اپریل سنہ ۲۰۰۳ء میں آپ کا وصال ہوا۔

تعلیم: علامہ عاصم اعظمی نے سنہ ۱۹۵۳ء-۵۴ء میں جامعہ شمس العلوم گھوسی میں داخلہ لیا اور قاعدہ بغدادی تا بخاری شریف تک کی تعلیم حاصل کرکے سنہ ۱۹۶۹ء میں سند فراغت حاصل کی۔

اساتذہ: آپ کے چند اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

● شیخ الحدیث علامہ قمر الدین صاحب قمر اشرفی، ● مفتی وکیل احمد اعظمی، ● علامہ سمیع اللہ امجدی، ● مولانا عبد السلام صاحب، ● مولانا شمس الدین صاحب، ● مولانا محمد یوسف صاحب، ● مولانا محمد رمضان صاحب علیہم الرحمہ۔

بیعت و خلافت: علامہ اعظمی' مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن قادری اڑیسوی علیہ الرحمہ سے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ جب کہ دوسرے حج کے موقع پر مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی

علیہ الرحمہ کے خلیفہ مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ (بانی جامعہ امجدیہ ناگ پور) نے علامہ اعظمی کو سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ کی اجازت و خلافت اور اجازت حدیث عطا فرمائی۔

تدریسی خدمات: علامہ عاصم اعظمی نے جن مدارس اسلامیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں ان مدارس کے نام یہ ہیں:

● دارالعلوم اسحاقیہ جودھ پور، ● دارالعلوم فیض الاسلام گھوسی، ● جامعہ شمس العلوم گھوسی۔

تلامذہ: آپ کے چند باصلاحیت تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

● مولانا عبد الرشید اعظمی صاحب (سابق نائب شیخ الحدیث جامعہ لطیفیہ سراج العلوم نہال گنج)، ● مفتی محبوب عالم صاحب (سابق شیخ الحدیث الجامعۃ الصابرہ گوپی گنج)، ● مولانا فیضان المصطفیٰ قادری صاحب (شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ گھوسی)، ● مولانا محمد حنیف مصباحی صاحب (شیخ الحدیث دارالعلوم مجاہد ملت دھام نگر)، ● مولانا رفیق احمد شمسی (شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ ٹنکاریہ بھروچ)، ● مولانا خورشید عالم صاحب (شیخ الادب جامعہ عربیہ مدرسۃ العلوم بھدوہی)، ● مولانا قاسم ضیا صاحب (شیخ الادب دارالعلوم حبیبیہ گوپی گنج)، ● مولانا وصی احمد صاحب (شیخ الادب جامعہ شمس العلوم گھوسی)، ● مولانا فروغ احمد اعظمی صاحب (سابق پرنسپل جامعہ علیمیہ جمداشاہی بستی)، ● پروفیسر خواجہ اکرام صاحب (پروفیسر جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی)، ● مولانا شہباز عالم صاحب (پرنسپل دارالعلوم امیر العلوم کچھوچھہ شریف)۔

بحرالعلوم ایوارڈ: ۳ دسمبر سنہ ۲۰۱۹ء کو علامہ عاصم اعظمی تنظیم کاروان اہل سنت گورکھ پور کی جانب سے "جشنِ غوث الوریٰ و اصلاح ملت کانفرنس" میں اپنی دینی، علمی، ادبی، ملی اور سماجی خدمات کے لیے "بحر العلوم ایوارڈ" سے نوازے گئے

تصانیف: آپ کی چند تصنیفات و تالیفات اور تراجم کے نام درج ذیل ہیں:

● حدیث نبوی چند مباحث و مسائل، ● حدیث نبوی کے اردو تراجم، ● داستان حرم، ● خواجہ غریب نواز، ● محبوب الٰہی، ● تذکرہ خلفائے راشدین، ● تفہیم الفرائض، ● تذکرہ مشائخ عظام، ● مشاہیر حدیث، ● تاریخ داؤدی، ● محدثین عظام کی حیات و خدمات، ● داستان کربلا، ● تذکرہ مولانا علیم اللہ شاہ، ● مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ــــ احوال و افکار، ● ترجمہ مرآۃ مداری، ● ترجمہ منتخب اللغات، ● نگار شات، ● سیرت ائمہ اربعہ، ● تذکرہ دانشوران گھوسی ● تذکرہ شعرائے گھوسی، ● پنج گنج ولایت، ● بابائے فارسی حضرت مولانا منشی سیف الدین ــــــ حیات و افکار۔

(ائمہ اربعہ/ص: ۱۶-۱۹ ، بابائے فارسی حضرت مولانا منشی سیف الدین ــــــ حیات و افکار/ص: ۱۲)

علامہ بدر القادری مصباحی اعظمی

ولادت: خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند علامہ بدر القادری مصباحی اعظمی حفظہ اللہ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۹۵۰ء کو محلہ ملک پورہ (مرزا جمال پور) قصبہ گھوسی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام محمد بدر عالم اور تخلص "بدر" ہے۔

تعلیم: علامہ بدر القادری نے ابتدائی تعلیم مدرسہ ناصر العلوم گھوسی اور مدرسہ خیریہ فیض عام گھوسی میں حاصل کی، اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ نے دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا، دارالعلوم اشرفیہ میں صدر العلماء علامہ محمد احمد مصباحی اور مولانا عبد المبین نعمانی مصباحی آپ کے ہم سبق تھے۔

آپ نے ۱۰ شوال سنہ ۱۳۸۹ھ/ ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۶۹ء کو دارالعلوم اشرفیہ میں درسیات کی تکمیل کرکے سند فراغت حاصل کی۔

اساتذہ: آپ کے چند اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

● حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، ● شیخ الحدیث علامہ عبد الرؤف بلیاوی، ● بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی مبارک پوری، ● علامہ مولانا محمد شفیع اعظمی مبارک پوری، ● مولانا قاری یحییٰ مبارک پوری، ● مولانا شمس الحق گجہڑوی، ● مولانا سید حامد اشرف کچھوچھوی، ● مولانا مظفر حسن ظفر ادیبی۔

بیعت: شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر آپ ۲۲ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۹۹ھ کو بیعت ہوئے۔

تدریسی خدمات: فراغت کے بعد آپ سنہ ۱۹۷۰ء میں دارالعلوم غوثیہ ہبلی (کرناٹک) میں بحیثیت صدر المدرسین تشریف لے گئے، دارالعلوم غوثیہ کے بعد آپ نے مدرسہ سید العلوم بہرائچ شریف (اتر پردیش) اور مدرسہ ضیاء الاسلام اناؤ (اتر پردیش) میں تدریسی خدمات انجام دیں، پھر آپ اپنے مادر علمی اشرفیہ میں بحیثیت ناظم نشریات تشریف لائے۔ اور سنہ ۱۹۷۸ء میں "حافظ ملت نمبر" پریس کے حوالے کرکے ہالینڈ چلے گئے۔

اشاعتی خدمات: سنہ ۱۹۷۶ء میں ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کا پہلا شمارہ شائع ہوا، اور جب تک آپ کا اشرفیہ میں قیام رہا تب تک آپ اس ماہنامہ کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے اس کی ادارت کے فرائض انجام

دیتے رہے، حافظ ملت نمبر (شمارہ اپریل، مئی، جون سنہ ۱۹۷۸ء) آپ ہی کی کاوشوں کا ثمرہ ہے، "المجمع الاسلامی" مبارک پور جیسے تصنیفی، تحقیقی اور اشاعتی ادارے کا قیام اور سہ ماہی "نداء اسلام ہالینڈ" بھی آپ کی صحافتی صلاحیت کے شاہد ہیں۔

تعمیری خدمات: تدریسی، تبلیغی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات کے علاوہ آپ نے تعمیری خدمات بھی انجام دیں۔ مسجد زاہدہ قادری قصبہ گھوسی، رضوی مسجد اور مدرسہ رضویہ بدر العلوم گھوسی وغیرہ کی تعمیرات اس کی شاہد ہیں۔

تصانیف: تقریباً دو درجن مطبوعہ کتب و رسائل آپ کی قلمی صلاحیتوں کے آئنہ دار اور آپ کی بہترین یادگار ہیں، آپ کی چند تصانیف درج ذیل ہیں:

● اسلام اور امن اسلام، ● بزم اولیا (علامہ یافعی شافعی کی عربی کتاب روض الریاحین کا ترجمہ)، ●جادہ و منزل، ● حافظ ملت نمبر، ● اشرفیہ کا ماضی و حال، ● میاں بیوی اسلام کی روشنی میں، ● یورپ و اسلام، ● زمین پر اللہ کا گھر، ● فلسفۂ قربانی، ● عورت اسلام میں، ● سنت کی آئینی حیثیت، ● اسلام اور خمینی مذہب، ● مولانا رضوان احمد اعظمی، ● مسلمان اور ہندوستان، ● اسلام اور تربیت اولاد، ● اسلام اور امن عالم، ● تذکرہ سید سالار مسعود غازی۔

(ماہنامہ کنز الایمان/ص:۳۹-۴۱/ جون/۲۰۰۳ء، علامہ بدر القادری مصباحی اعظمی (مختصر تعارف)_____[از: علامہ محمد احمد مصباحی])

مولانا احمد علی عباسی چریاکوٹی

ولادت: مولانا احمد علی عباسی چریاکوٹی علیہ الرحمہ ہندوستان کے اکابر و مشاہیر علما میں سے تھے۔ اصول فقہ اور فلسفہ میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۰۰ھ کو چریاکوٹ میں ہوئی۔

تعلیم: آپ نے ابتدائی کتابیں اپنے وطن میں ہی مولانا حافظ غلام علی چریاکوٹی علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ اور رام پور جاکر مولانا غلام جیلانی علیہ الرحمہ (تلمیذ: سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، بحر العلوم علامہ عبد العلی فرنگی محلی علیہما الرحمہ) سے فن ریاضی کی تحصیل کی۔ کچھ کتابیں مولانا حیدر علی رام پوری رحمہ اللہ (تلمیذ: شاہ رفیع الدین محدث دہلوی علیہ الرحمہ) سے بھی پڑھیں۔ نیز رام پور میں ہی قراءت و تجوید کی تحصیل قاری نسیم رام پوری علیہ الرحمہ سے کی۔ رام پور کے علاوہ آپ نے دوسرے شہروں میں جاکر وہاں کے علما و فضلا سے اصول فقہ، فلسفہ اور ادب و بلاغت کی تحصیل و تکمیل کی۔

بیعت: درسیات کی تکمیل کے بعد آپ مولانا حافظ ابو اسحاق محدث بھیروی کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ اس کے بعد آپ اپنے وطن چریاکوٹ واپس آ گئے۔ اور چریاکوٹ میں ہی آپ نے اپنے خاندان کی ایک خاتون سے نکاح کر لیا۔

درس و تدریس: شادی کرنے کے بعد مولانا احمد علی چریاکوٹی مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے، طلبہ کی ایک کثیر تعداد نے آپ سے درس حاصل کیا۔

تلامذہ: آپ کے چند تلامذہ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

● مولانا علی عباس چریاکوٹی، ● مولانا نجم الدین چریاکوٹی، ● مولانا عنایت رسول چریاکوٹی، ● مولانا سخاوت علی جون پوری، ● مولانا نصر اللہ خورجی۔

تصانیف: آپ نے تصانیف کی طرف کم توجہ کی، بعض لوگوں کے اصرار پر چند کتابیں قلم بند کیں، جو درج ذیل ہیں:

● نور النواظر فی علم المناظر، ● منبع الصرف، ● میزان الاوزان، ● شرح کافیہ، ● طلسم احمدی، ● مغالطہ عامۃ الورود، ● محیط، ● شرح تہذیب، ● حاشیہ میبذی، ● فوائد العقائد، ● اثبات التقلید، ● فوائد النجمیہ، ● حاشیہ تلویح، ● شرح سبعہ معلقہ، ● فرائض احمدیہ، ● منبع المناظر شرح نخبۃ الفکر۔

وصال: ۲۴ ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۲ھ کو موضع علی پور ضلع اعظم گڑھ میں آپ کا وصال ہوا، اور علی پور میں ہی آپ کی تدفین ہوئی۔

(تذکرہ علمائے ہند/ص: ۱۱۶-۱۱۷، تذکرہ علمائے اعظم گڑھ/ص: ۹۱-۹۳)

مولانا عنایت رسول عباسی چریاکوٹی

ولادت: مولانا محمد فاروق چریاکوٹی علیہ الرحمہ اور سر سید احمد خاں صاحب کے استاذ مولانا عنایت رسول عباسی چریاکوٹی علیہ الرحمہ سنہ ۱۲۴۴ھ کو قصبہ چریاکوٹ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: مولانا چریاکوٹی نے صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں کافیہ تک اپنے والد قاضی علی اکبر بن قاضی عطا رسول عباسی علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ علوم معقول، ریاضی اور حساب وغیرہ مولانا احمد علی چریاکوٹی علیہ الرحمہ سے، اور علوم منقول مولانا فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ ٹونک جاکر آپ نے مولانا حیدر علی رام پوری علیہ الرحمہ (تلمیذ: شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ) سے درس حدیث حاصل کیا۔ کچھ دن اپنے وطن میں مقیم رہے پھر عبرانی زبان سیکھنے کے لیے کشتی کے ذریعے کلکتہ گئے، بڑی مشکل سے ایک یہودی آپ کو عبرانی سکھانے کے لیے تیار ہوا۔ اس یہودی سے عبرانی سیکھنے کے بعد آپ سنہ ۱۲۷۱ھ میں ٹرین کے ذریعے گھر واپس آ گئے۔

تدریس: مولانا چریاکوٹی طلبہ کی کثرت کو پسند نہیں کرتے تھے، چند محنتی اور ذہین طلبہ کو پڑھانے پر اکتفا کرتے تھے۔ سر سید احمد خاں نے غازی پور اور بنارس میں قیام کے دوران آپ سے استفادہ کیا۔ سر سید نے توریت، انجیل اور زبور وغیرہ کے مباحث حل کرنے میں آپ سے پوری مدد حاصل کی۔

تصانیف: آپ کی چند تصنیفات و تالیفات کے اسماے گرامی درج ذیل ہیں:

● اعجاز القرآن، ● بشریٰ، ● المقولات العضریہ، ● کتاب الجبر والمقابلہ، ● کتاب الحساب، ● نور الانظار فی علم الابصار، ● الفصول العضریہ، ● ہدایۃ الصرف، ● مسائل رضاعت، ● قواعد زبان عبرانی، ● علم کلام، ● صرف عربی، ● شہادت نامہ امام حسین، ● امہات المؤمنین، ● رسالہ نیچر۔

بُشریٰ: علامہ محمد احمد مصباحی حفظہ اللہ (استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور) لکھتے ہیں:

[مولانا عنایت رسول چریاکوٹی نے] "۱۸۷۴ء تا ۱۸۹۴ء بیس سال کی محنت شاقہ کے بعد بشریٰ لکھی تھی جو تقریباً ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔" [آگے لکھتے ہیں۔] "بشریٰ میں پہلے توریت کی عبارت عبرانی زبان میں درج ہے، پھر اس کا تلفظ فارسی (اردو) رسم الخط میں ہے پھر اس کا اردو ترجمہ اور اس پر تبصرہ اور پھر مصنف کی ذاتی آرا ہیں۔" (بائبل میں نقوش محمدی ﷺ/ص: ۳۵-۳۶)

وصال: ماہ شوال سنہ ۱۳۲۰ھ میں مولانا عنایت رسول عباسی چریاکوٹی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا۔

(بائبل میں نقوش محمدی ﷺ/ص: ۳۵-۳۶، تذکرہ علمائے ہند/ص: ۳۱۰-۳۱۱، تذکرہ علمائے اعظم گڑھ/ص: ۲۸۶-۲۸۷)

مولانا محمد فاروق عباسی چریاکوٹی

ولادت: استاذ العلماء مولانا محمد فاروق عباسی چریاکوٹی علیہ الرحمہ برصغیر کے ایک مشہور و معروف سنی عالم دین گزرے ہیں۔ آپ کی ولادت با سعادت سنہ ۱۲۵۴ھ/ سنہ ۱۸۳۸ء کو قصبہ چریاکوٹ میں ہوئی۔

تعلیم: آپ کا خانوادہ تعلیم یافتہ تھا، اس لیے آپ نے علم حاصل کرنے کے لیے زیادہ دور دراز کا سفر نہیں کیا۔ چناں چہ نحو و صرف، بیان و منطق، اصول و ہندسہ، مناظر و اعداد، طبعی و الٰہی و دیگر علوم عقلیہ کی تعلیم گھر پر ہی اپنے بڑے بھائی قاضی عنایت رسول چریاکوٹی علیہ الرحمہ (م ۱۳۲۰ھ) سے حاصل کی۔ علاوہ ازیں آپ نے جن دیگر اساتذۂ کرام سے حصول علم کیا ان کے نام درج ذیل ہیں:

● مولانا رحمت اللہ فرنگی محلی علیہ الرحمہ، ● مفتی نعمت اللہ فرنگی محلی علیہ الرحمہ، ● مفتی یوسف فرنگی محلی علیہ الرحمہ۔

درس و تدریس: تحصیل علم کے بعد آپ نے مسند تدریس کو رونق بخشی۔ آپ نے مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور، مدرسہ عربیہ اعظم گڑھ، ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مدرسہ خانقاہ کبیریہ سہسرام میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ ان مدارس کے علاوہ غالباً آپ نے مدرسہ فیض عام کان پور میں بھی کچھ عرصے تک درس و تدریس کے فرائض انجام دیے۔

تلامذہ: آپ کے چند اہم تلامذہ کے نام یہ ہیں:

● ابو الحسنات علامہ عبدالحئ محدث لکھنوی، ● مولانا عبد الباری فرنگی محلی، ● مولانا شبلی نعمانی ● سید سلیمان ندوی، ● اکبر الہٰ آبادی، ● مولانا عظمت اللہ فرنگی محلی، ● ڈاکٹر مختار احمد انصاری، ● مولانا جمال الدین افغانی۔

سید سلیمان ندوی: سید سلیمان ندوی مولانا چریاکوٹی کے بارے میں لکھتے ہیں: "ہندوستان کی مشہور ہستی یعنی مولانا فاروق چریاکوٹی ادب و معقولات کے امام تھے۔"

مرزا قادیانی: ایک مرتبہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک عربی نظم شائع ہوئی۔ جس کے بارے میں غیر معمولی فصاحت و بلاغت کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ سید سلیمان ندوی نے اس نظم کو مولانا فاروق کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اس کی تمام ادبی خامیوں، نقائص اور معایب کا جائزہ لے کر اس کا زبردست پوسٹ مارٹم کیا۔

انوار ساطعہ: علامہ فاروق چریاکوٹی نے میلاد و فاتحہ کے تعلق سے لکھی گئی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تھانوی علیہ الرحمہ کے خلیفہ علامہ عبد السمیع سہارن پوری علیہ الرحمہ (م ۱۳۱۸ھ) کی معرکہ آرا تصنیف "انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ" پر ایک جاندار تقریظ رقم فرما کر اس کے مندرجات پر اپنی کلی موافقت کا اظہار فرمایا۔ یاد رہے یہ وہی کتاب ہے جس پر اہل سنت وجماعت کے درجنوں اکابر علمائے کرام و مشائخ عظام مثلاً حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تھانوی، مولانا رحمت اللہ کیرانوی، مولانا عبد الحق حقانی دہلوی (مصنف تفسیر حقانی)، مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری، علامہ عبد الحئ محدث لکھنوی، امام احمد رضا محدث بریلوی، مفتی لطف اللہ علی گڑھی اور مولانا فیض الحسن سہارن پوری علیہم الرحمہ وغیرہ کی تصدیقات و تقریظات پُر دلائل کے ساتھ اس پر ثبت ہیں۔

گائے کی قربانی: خیلفۂ اعلیٰ حضرت سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ (پروفیسر دینیات علی گڑھ مسلم یونیور سٹی) اپنی تاریخی کتاب "النور" میں لکھتے ہیں:

"کوپا اور مئو میں جب ہندوؤں نے ایک حشر عظیم بپا کیا، اور بعد قتل و غارت گری اور بے حرمتی مساجد اس کوشش میں سرگرم ہوئے کہ حکام کچہری پر یہ ثابت کریں کہ قربانی گاؤ سے ہندوؤں کے دل کی آزاری ہوتی ہے اور گائے کی قربانی حسب اجازت مذہب اسلام نہیں۔ اس وقت علامہ چریاکوٹی مولانا محمد فاروق صاحب عباسی نے ایک رسالہ چھپوا کر شائع فرمایا جس میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے اچھی طرح ثابت فرما دیا کہ اہل ہنود کا ادعاے باطل محض بے بنیاد ہے۔"

سر سید احمد خاں: جب علی گڑھ مسلم یونیور سٹی کے بانی سر سید احمد خاں صاحب کے صاحب زادے سید محمود صاحب کی شادی کا وقت قریب آیا تو سر سید نے مولانا فاروق صاحب سے نکاح کا خطبہ

لکھنے کی درخواست کی، مولانا صاحب نے سر سید کی درخواست قبول کر لی اور عربی زبان میں بغیر نقطہ والا ایک خطبہ تیار کر کے علی گڑھ بھیج دیا، یہ خطبہ مولانا افروز رضا قادری چریاکوٹی حفظہ اللہ کی کتاب "علامہ محمد فاروق چریاکوٹی اور ان کے تین عظیم بیٹے/ص:۱۴۶-۱۴۷" پر موجود ہے۔

تصانیف: مولانا کی تصنیفات میں عربی و فارسی اور اردو نظم و نثر کے بعض رسائل یادگار ہیں:

● منظومہ نحویہ، ● فارسی خالق باری، ● کشف القناع عن وجوہ الاوضاع، ● ذخر المعارف تزکرۃ العلوم، ● اصول فارسی، ● مسدس عوالی بجواب مسدس حالی، ● مسدس فاروقی ● لیلیٰ مجنوں (فارسی نظم)، ● نعت در معراج (فارسی نعت)، ● تعلیمات انسانی (فارسی)۔

وصال: استاذ العلماء مولانا محمد فاروق عباسی چریاکوٹی علیہ الرحمہ نے ۱۳ شوال سنہ ۱۳۲۷ھ/ ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی تدفین دھاواں شریف (غازی پور) کی خانقاہ کے باہر مولانا حافظ ابو اسحاق محدث لہراوی کے قدموں میں ہوئی۔

(علامہ محمد فاروق چریاکوٹی اور ان کے تین عظیم بیٹے/ص: ۷-۶۹، انوار ساطعہ [جدید ایڈیشن]/ص: ۹ - ۱۰)

مولانا محمد اعظم عباسی چریاکوٹی

ولادت: مولانا محمد اعظم عباسی بن مولانا نجم الدین عباسی چریاکوٹی علیہ الرحمہ سنہ ۱۲۶۶ھ/ سنہ ۱۸۴۹ء-۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ علامہ احمد مکرم عباسی چریاکوٹی علیہ الرحمہ آپ کے فرزند تھے، جو اپنے وقت کے جید عالم دین، ممتاز ادیب اور ماہر تاریخ داں تھے۔

تعلیم: آپ نے مروجہ درسی کتابیں مولانا عنایت رسول چریاکوٹی، استاذ الاساتذہ مولانا محمد فاروق چریاکوٹی اور مولانا علی عباس چریاکوٹی علیہم الرحمہ سے پڑھیں۔ مولانا علی عباس چریاکوٹی کے ہمراہ آپ حیدر آباد پہنچے، وہیں پر آپ نے مولانا علی عباس چریاکوٹی سے علم ادب کی تحصیل کی، اس کے بعد دہلی جاکر میاں نذیر حسین دہلوی صاحب (غیر مقلد) سے درس حدیث حاصل کیا۔ درس حدیث حاصل کرنے کے بعد آپ رام پور پہنچے، اور وہاں کے اساتذہ سے حکمت اور فلسفہ کی کتابیں پڑھیں، پھر لکھنؤ آکر حکیم علی حسین لکھنوی صاحب سے فن طب میں مہارت حاصل کی۔

ملازمت: علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل و تکمیل کے بعد آپ ملازمت کی غرض سے حیدر آباد تشریف لے گئے، اور وہیں حیدر آباد میں سرکاری ملازم بن گئے، طویل عرصے تک اس خدمت پر مامور رہنے کے بعد آخر میں پینشن کے ساتھ ریٹائر ہوئے۔

تصانیف: آپ کی علمی و تحقیقی تصانیف درج ذیل ہیں:

● لغت، ● رسالۃ فی المیراث، ● رسالۃ فی العروض، ●رسالۃ فی التصریف، ● رسالۃ فی النحو، ● کتاب الحیوان۔

وصال: ۱۳ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۲ھ کو مولانا محمد اعظم عباسی چریاکوٹی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا۔

(تذکرہ علمائے ہند/ص:۳۵٦-۳۵۷، تذکرہ علمائے اعظم گڑھ/ص:۳۲۲)

مولانا محمد مبین کیفی عباسی چریاکوٹی

ولادت: سحبان الہند مولانا محمد مبین کیفی عباسی چریاکوٹی علیہ الرحمہ سنہ ۱۳۱۰ھ / سنہ ۱۸۹۰ء کو اپنے نانیہال قصبہ ولید پور میں پیدا ہوئے۔ آپ مولانا محمد فاروق چریاکوٹی علیہ الرحمہ کے فرزند تھے۔

تعلیم: علامہ کیفی نے ابتدائی تعلیم اپنے نانا جان مولانا محمد کامل نعمانی علیہ الرحمہ کی نگرانی میں حاصل کی۔ اس کے بعد آپ اپنے والد ماجد مولانا فاروق چریاکوٹی علیہ الرحمہ کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے، سنہ ۱۹۰۶ء میں آپ نے فارسی، عربی، بھاشا، فلسفہ، حدیث، فقہ، منطق، ریاضیات، ادب اور دیگر علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل درسگاہ فاروقی سے کی۔ پھر اپنے تایا جان حکیم وقت اقلیدس ثانی مولانا عنایت رسول چریاکوٹی علیہ الرحمہ سے ترکی، عبرانی اور سریانی وغیرہ زبانیں سیکھیں، علاوہ ازیں مولانا عنایت رسول سے ہی فلسفہ الٰہیات و طبعیات کا درس حاصل کیا۔ سنہ ۱۹۱۰ء سے لے کر سنہ ۱۹۱۳ء تک گورکھ پور اور رائے بریلی وغیرہ میں انگریزی، جرمن، فرانسیسی اور لاطینی زبانوں سے واقفیت حاصل کی۔ اور وہیں کچھ دنوں تک خدمات جلیلیہ انجام دیتے رہے۔

خدمات: فراغت کے بعد آپ ملک و ملت اور علم و ادب کی خدمت کا جذبہ لے کر میدان صحافت میں اترے، کئی مؤقر اخباروں اور نامور رسالوں کی ادارت کے فرائض انجام دیتے رہے، جن میں ماہنامہ العلم (چریاکوٹ)، سحبان (گورکھ پور)، روزنامہ زمانہ (کلکتہ)، روزنامہ انقلاب (کلکتہ)، ہفتہ وار ترجمان (الہٰ آباد)، روزنامہ خادم، کلیم اور ہفتہ وار "استقبال" کے نام قابل ذکر ہیں۔ سنہ ۱۹۲۷ء میں ہندوستان کے پہلے چیف جسٹس ہائی کورٹ الہٰ آباد ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان بھیروی کی دعوت پر آپ ہندوستان اکیڈمی (قائم

: ۱۹۲۷ء) میں بحیثیت اسکالر تشریف لے گئے، ہندوستان اکیڈمی میں آپ ۱۲ سال تک تصنیف و تالیف اور تحقیق و تشریح کا کارنامہ انجام دیتے رہے۔ سنہ ۱۹۳۸ء میں صحت خراب ہو جانے کی وجہ سے چریاکوٹ لوٹ آئے، پھر سنہ ۱۹۴۰ء کو ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان صاحب نے "البیرونی" کی مشہور کتاب "قانون مسعودی" کا ترجمہ کروانے کے لیے آپ کو علی گڑھ بلا لیا۔ سنہ ۱۹۴۲ء میں آپ کو سر ضیاءالدین نے لٹن لائبریری مسلم یونیور سٹی علی گڑھ میں اردو، فارسی، ہندی، انگریزی، سنسکرت اور ترکی کی قلمی کتابوں کا کیٹلاگ تیار کرنے کے لیے مدعو کیا۔

تصانیف: علامہ کیفی نے چند نایاب تصانیف بھی یادگار چھوڑیں، جن کے نام درج ذیل ہیں۔

● تفسیر نفیس، ● فلسفہ سیاست اسلام ● فلسفہ عمر، ● جوہر خسروی، ● میکدۂ کیفی، ● نوین سنگرہ، ● کیف و الہام، ● پارہ ہائے جگر، ● انتخاب، ● جمال و جلال، ● مہاتما گاندھی کی یاد، ● وفا کی دیوی، ● آدم و حوا، ● النور والنار، ● جواہر سخن۔

علامہ کیفی اور علامہ بہاری: خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ (پروفیسر دینیات علی گڑھ مسلم یونیور سٹی) جب تحریک گاؤ کشی کے شباب کے دنوں میں مشہور زمانہ معرکۃ الآرا کتاب "النور" لکھ رہے تھے تو علامہ کیفی نے اس موضوع پر نہ صرف اپنے والد کی جاندار کتاب "مسدس فاروقی" بلکہ دیگر علماے اہل سنت کی وقیع کتب کی فراہمی میں بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔ علامہ کیفی ایک اچھے شاعر بھی تھے اور آپ کا تخلص "کیفی" تھا۔ علامہ کیفی نے ایک شب ملاقات کے دوران فی البدیہہ ار تجالاً "النظم البدي" کے عنوان سے علامہ بہاری کی شان میں ایک بڑا ہی وقیع علمی قصیدہ پیش کیا، جس کی علامہ بہاری نے کافی سراہنا کی اور ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا۔

علامہ کیفی اور علامہ اقبال: علامہ کیفی کی ایک نظم جب علامہ اقبال رحمہ اللہ کے پاس پہنچی تو علامہ اقبال نے یوں جواب دیا:

"جناب علامہ (کیفی) صاحب! آپ کا خط مع نظم موصول ہوا، علالت کی وجہ سے ڈاکٹروں نے لکھنے پڑھنے سے منع کر دیا ہے، آپ کی نظم ایک دوست نے پڑھ کر سنائی، جس کے لیے میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں، خدا کرے آپ رسالہ "العلم" دوبارہ جاری کر سکیں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام! : (محمد اقبال)"

وصال: علامہ کیفی علیہ الرحمہ تقریباً نصف صدی تک مختلف میدانوں میں خدمات جلیلیہ انجام دینے کے بعد بالآخر یکم اکتوبر سنہ ۱۹۵۶ء/سنہ ۱۳۷۶ھ کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، آپ کی تدفین اتر پردیش کے ضلع اٹاوہ میں ہوئی۔

(علامہ محمد فاروق چریاکوٹی کے تین عظیم بیٹے/ص: ۷۵ - ۱۰۹)

مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی

ولادت: مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی حفظہ اللہ اہل سنت وجماعت کے ابھرتے ہوئے نہایت قابل اور ہر دل عزیز نوجوان قلم کار ہیں، آپ کی ولادت دیار پورب کے مشہور و معروف قصبہ چریاکوٹ میں ۱ جنوری سنہ ۱۹۷۹ء کو ہوئی۔

تعلیم: آپ نے اعلیٰ تعلیم مفتی اعظم ہند شیخ ابوبکر احمد شافعی حفظہ اللہ کے قائم کردہ ادارہ مرکز الثقافۃ السنیۃ کیرلا میں حاصل کی۔

درس و تدریس: تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں ازہری محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے دور میں آپ جامعۃ الرضا بریلی شریف کے پرنسپل تھے، اس وقت آپ ساؤتھ افریقہ کی دلاص یونیورسٹی کیپ ٹاون میں پروفیسر ہیں۔

تصانیف: اب تک آپ کی کئی درجن کتابیں شائع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

تصنیفات و تالیفات:

● نوجوانوں کی حکایات کا انسائیکلوپیڈیا، ● کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی، ● آئینہ مضامین قرآن، ● طوافِ خانہ کعبہ کے روح پرور واقعات، ● مرنے کے بعد کیا بیتی؟، ● وقت ہزار نعمت، ● برکات الترتیل، ● بولوں سے حکمت پھوٹے، ● علامہ فاروق چریاکوٹی اور ان کے تین عظیم بیٹے، ● کاش نوجوانوں کو معلوم ہوتا!!، ● کلام الٰہی کی اثر آفرینی، ● چالیس حدیثیں بچوں کے لیے (اردو، ہندی)، ● چند لمحے ام المؤمنین کے آغوش میں (تذکرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)، ● مصطفیٰ جان رحمت پر الزام خود کشی!، ● فرشتے جن کے زائر ہیں، ● اربعین امام حسین رضی اللہ عنہ، ● قرآنی علاج، ● کتاب الخیر، ● باتیں جو زندگی بدل دیں مع ان کے بول بہاروں جیسے، ● امام احمد رضا اور ذکر و دعا کی بہاریں، ● مقام غوث اعظم اور اتباع اسوۂ مصطفیٰ ﷺ، ● شیعہ آستین کے سانپ (انگریزی)، ● عقائد علمائے چریاکوٹ (اردو، ہندی)، ● اربعین مالک بن دینار ● خطبات نسواں۔

ترجمہ، تہذیب و تذہیب:

● بستان العارفین (اردو)، ● ایسے تھے مِرے اسلاف، ● آئیں دیدار مصطفیٰ ﷺ کر لیں، ● محرم الحرام، اہمیت و جامعیت اور اعمال و وظائف، ● ربیع الاول، معارف نکات اور اعمال و وظائف، ● تاجدار کائنات ﷺ کی نصیحتیں برائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ● موت کیا ہے؟، ● اور مشکل آسان ہو گئی، ● یا رسول اللہ ﷺ! آپ سے محبت اور آپ پر درود کیوں؟، ● مذاق کا اسلامی تصور، ● ترجمان اہل سنت، ● چار بڑے اقطاب [الجیلانی، الرفاعی، الدسوقی، البدوی]، ● اپنے لخت جگر کے لیے، ● پیارے بیٹے!، ● اے میرے عزیز!، ● جامعۃ الازہر کا ایک تاریخی فتویٰ (اردو، ہندی)۔

ترتیب و تدوین، تسہیل و تخریج، تحقیق:

● انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ، ● برکات الاولیاء، ● تذکرۃ الانساب، ● شیعیت کا پوسٹ مارٹم، ● اثبات شفاعت اور انبیا کی عصمت، ● دولت بے زوال (اردو، ہندی)، ● وفیات مشاہیر الفقیہ، ● رسائل حسن، ● کلیات حسن، ● رسائل محدث قصوری، ● تحفۂ رفاعیہ، ● الباقیات الصالحات "میلاد نامہ"، ● راندیر میں اہل سنت کی فتح عجیب، ● بزم گاہ آرزو، ● دعاے ناصری، ● حیات اشرف گلشن آبادی (اردو، ہندی)، ● یسرنا القرآن جدید.

(تعارف کتب ___ مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی/ص:۲-۴، مولانا افروز قادری چریاکوٹی کی فیس بک پروفائل)

مولانا عبد الاحد خاں اعظمی ادروی

ولادت: مولانا عبد الاحد خاں اعظمی ادروی علیہ الرحمہ (تلمیذ :صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مفسر مرادآبادی) کی ولادت قصبہ ادری کے ایک زمین دار گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام "عبد الرشید خاں" مرحوم تھا، جو ادری کے ایک زمین دار تھے۔

تعلیم: مولانا اعظمی نے دارالعلوم انجمن اہل سنت مرادآباد (جامعہ نعیمیہ مرادآباد) میں تعلیم حاصل کی اور وہیں سے سنہ ۱۹۳۳ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ جس سال آپ دارالعلوم مرادآباد سے دستار فضیلت و سند فراغت حاصل کرنے والے تھے اسی سال اس خوشی میں آپ کے والد عبد الرشید خاں صاحب اور چچا جناب غلام رسول خاں صاحب نے جلسہ میلاد شریف منعقد کیا، اس محفل میلاد میں شرکت کرنے کے لیے صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مفسر مرادآبادی (خلیفہ: امام احمد رضا محدث بریلوی) اور شیر بیشئہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی ثم پیلی بھیتی (تلمیذ: امام احمد رضا محدث بریلوی) علیہما الرحمہ ۲۰ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۵۲ھ کو ادری تشریف لائے، بڑی شان و شوکت کے ساتھ محفل میلاد کا انقعاد ہوا لیکن بد مذہبوں نے اس میلاد کو مناظرے میں تبدیل کروا دیا، چناں چہ "مناظرہ ادری" کے نام سے ایک تاریخی مناظرہ ہوا جس میں اہل سنت و جماعت کی فتح ہوئی۔

بیعت: مولانا اعظمی' محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ (خلیفہ: امام احمد رضا محدث بریلوی، تلمیذ: مولانا وصی احمد قادری محدث سورتی علیہما الرحمہ) سے بیعت تھے۔

درس و تدریس: مولانا اعظمی اپنے پیر و مرشد محدث اعظم ہند کے حکم پر ادری سے ہجرت کرکے مع اہل و عیال بہرائچ شریف تشریف لے گئے اور وہیں محدث اعظم کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ اشرفیہ چھوٹی تکیہ ضلع بہرائچ میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ مولانا اعظمی جب تک حیات رہے مدرسہ اشرفیہ بہرائچ میں صدر مدرس و ناظم تعلیمات کے عہدے پر فائز رہے۔

وعظ: آپ کا شمار بہرائچ کے نامور واعظین میں ہوتا تھا۔ آپ کو صوفیاے کرام سے دلی لگاؤ تھا۔ آپ اپنی تقریر میں کسی قوم و مسلک پر طنز نہیں کستے تھے، اس لیے آپ ہر مکتب فکر میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

وصال: ۲۸ اگست سنہ ۱۹۶۲ء کو شہر بہرائچ کے محلہ چھاؤنی میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی تدفین خانقاہ چھوٹی تکیہ کے قبرستان میں ہوئی۔

(بہرائچ ایک تاریخی شہر/ص: ۱۳۱، مناظرہ ادری/ ص:۲۱-۲۲)

مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی

ولادت: مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ادروی علیہ الرحمہ مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے خلیفہ اور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ کے خاص شاگرد تھے۔ آپ ایک ذہین مفتی، فقیہ، مدرس، مصنف اور ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ کئی مدارس اسلامیہ کے

بانی بھی تھے۔ قصبہ ادری میں آپ کی ولادت ہوئی۔ علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم گھوسی: مئو) نے آپ کی تاریخ ولادت ایک اندازے کے مطابق سنہ ۱۳۳۵ھ/ ۱۳۳۶ھ کے آس پاس لکھی ہے۔

تحصیل علم: مفتی نسیم اعظمی نے مدرسہ فیض الغربا ادری میں قرآن مجید کا ناظرہ کیا اور اردو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ آگے کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ کے والد حاجی سراج الدین ابن حاجی ولی اللہ علیہ الرحمہ نے آپ کو مدرسہ حنفیہ امروہہ ضلع مرادآباد بھیج دیا۔ مدرسہ حنفیہ میں آپ نے علامہ خلیل احمد کاظمی محدث امروہوی، شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی علیہما الرحمہ وغیرہ سے چند سال تک درس حاصل کیا۔ امروہہ چھوڑنے کے بعد آپ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہوئے اور حافظ ملت، علامہ شمس الحق گجھڑوی، علامہ سید سلیمان بھاگل پوری علیہم الرحمہ سے درس نظامی کے متوسطات کا درس لیا۔ جامعہ اشرفیہ کے بعد آپ مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ جاکر صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے حلقۂ درس میں شامل ہو گئے۔ اور علی گڑھ کے بعد مرکزی دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد، شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی ازہری، علامہ عبد العزیز محدث بجنوری علیہم الرحمہ سے صحاح ستہ، تفسیر بیضاوی، اور دیگر منتہیٰ کتابوں کا درس لیا، نیز اسی درس گاہ سے شعبان المعظم سنہ ۱۳۶۰ھ میں آپ نے سند فراغت و دستار فضیلت حاصل کی۔

بیعت وخلافت: امروہہ میں تحصیل علم کے دوران مدرسہ حنفیہ میں شیخ طریقت حافظ حسن صاحب علیہ الرحمہ سے سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت ہو گئے اور بریلی شریف میں قیام کے دوران حضور مفتی اعظم ہند نے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی خلافت سے سرفراز کیا۔

تدریسی و تعمیری خدمات: مفتی نسیم اعظمی ایک بہترین مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ تعمیری و تنظیمی کارنامہ انجام دینے میں بھی ماہر تھے۔ آپ نے جن مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں اور جن مدارس کی تعمیر و تاسیس میں حصہ لیا ان کے نام درج ذیل ہیں:

● مدرسہ رحمانیہ رسڑا ضلع بلیا، ● مدرسہ اشرفیہ ضیاءالعلوم خیرآباد ضلع مئو، ● مدرسہ عربیہ رضویہ ضیاء العلوم ادری ضلع مئو، ● دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف، ● مدرسہ امجدیہ ادری ضلع مئو، ● مدرسہ صدرالعلوم گورکھ پور، ● مدرسہ عربیہ اظہارالعلوم جہانگیر گنج، ● دارالعلوم غوثیہ سلیم پور، ● مدرسہ حنفیہ بحرالعلوم کھیری باغ مئو ناتھ بھنجن ضلع مئو، ● مدرسہ گلشن رضا چھپیا ضلع مہراج گنج، ● مدرسہ شمسیہ تیغیہ بھدوہی۔

مدرسہ ضیاء العلوم ادری کا قیام: سنہ ۱۳۶٦ھ/ سنہ ۱۹۴۷ء میں آپ نے اپنے قصبہ ادری میں یہ مدرسہ قائم کیا۔ مدرسہ ضیاء العلوم ادری کے جلسہ سنگ بنیاد میں صدر الشریعہ، حضور مفتی اعظم ہند، حافظ ملت اور محدث اعظم پاکستان علیہم الرحمہ وغیرہ تشریف لائے اور ان اکابر علماے اہل سنت نے سنگ بنیاد کی رسم ادا کی۔ یہ مدرسہ اس وقت ادری میں اہل سنت وجماعت کا مرکزی ادارہ ہے۔

تلامذہ: آپ کے چند مشہور شاگردوں کے نام یہ ہیں:

● شیخ الحدیث مولانا محمد اعجاز احمد خاں مصباحی ادروی، ● مفتی محمد ظہیر حسن قادری ادروی، ● مفتی مجیب اشرف گھوسوی، ● مولانا محمد خالد رضا بریلوی، ● مولانا قاری اسماعیل خالص پوری، ● مولانا صلاح الدین مظفر پوری، ● مولانا محمد بشیر پورنوی، ● مولانا مرغوب حسن ادروی، ● مولانا انوار احمد گھوسوی،

● مولانا محمد سلطان ادروی، ● مولانا قاری ابرار احمد ادروی، ● مولانا امیر الدین گھوسوی، ● مولانا حبیب الرحمن ادروی۔

حج و زیارت: مفتی صاحب کو سنہ ۱۹۹۰ء میں حج بیت اللہ اور در رسول ﷺ پر حاضری دینے کا شرف حاصل ہوا، فریضہ حج ادا کرنے کے بعد آپ روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے اور گنبد خضریٰ پر نظر پڑھتے ہی آپ نے اپنا لکھا یہ کلام بارگاہ اقدس میں پیش کیا۔

حاضر در ہے غلام آپ ﷺ کا، ہے شرابور عصیاں غلام آپ ﷺ کا

آپ ﷺ محبوب حق ہیں حبیب خدا، ہم پہ واجب ہوا احترام آپ ﷺ کا

فتویٰ نویسی: دار العلوم مظہر اسلام، مدرسہ امجدیہ ادری، مدرسہ ضیاء العلوم ادری، دارالعلوم غوثیہ سلیم پور، بحر العلوم مئو اور مدرسہ تیغیہ میں قیام کے دوران آپ نے ہزاروں فقہی استفسارات کے مدلل جوابات تحریر کیے۔ بریلی شریف میں نو سالہ قیام کے دوران آپ کے اکثر و بیشتر فتووں پر مفتی اعظم ہند کی مہر تصدیق ہوتی تھی۔

فتاویٰ رضویہ: آپ نے فتاویٰ رضویہ جلد سوم، چہارم، پنجم مکمل نیز مولانا سبحان اللہ امجدی علیہ الرحمہ کے ساتھ جلد ہفتم و ہشتم کی صاف شفاف نقل تیار فرمائی، جو کہ ایک بہت مشکل کام تھا، کیوں کہ فتاویٰ رضویہ کی اشاعت نہ ہونے کی وجہ سے قلمی نسخے کی عبارتیں کٹ پٹ چکی تھیں۔ یہ قلمی نسخہ جناب امتیاز احمد اعظمی ادروی صاحب کے گھر موجود ہے۔

شامی کا قلمی نسخہ: آپ نے خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ کے "فتاویٰ شامی" کے "کتاب الصلوۃ" کا قلمی نسخہ لکھ کر مدرسہ ضیاء العلوم ادری کی لائبریری میں وقف کر دیا۔

جد الممتار کا قلمی نسخہ: شامی پر مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خاں حنفی قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے عربی حاشیہ لکھا جو "جد الممتار علی رد المحتار" کے نام سے شائع ہوا۔ مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن اڑیسوی علیہ الرحمہ کے اصرار پر مفتی صاحب نے جد الممتار کو نقل کرکے مجاہد ملت کے حوالے کر دیا۔

تصنیفی خدمات: ماہنامہ نوری کرن، ماہنامہ پاسبان الہٰ آباد، اعلیٰ حضرت نمبر اور جہان مفتی اعظم ہند میں مفتی مجیب الاسلام صاحب کے مضامین و فتاویٰ شائع ہوتے تھے، علاوہ ازیں آپ نے چند کتب بھی قلم بند کیں، جو درج ذیل ہیں:

● بہار نماز، ● مجلس شرعی مبارک پور، ● آئینۂ وہابیت، ● سوانح مولانا نیاز محمد و حافظ قطب الدین علیہما الرحمہ ۔

وصال: ۱۹ ذی قعدہ سنہ ۱۴۳۰ھ / ۸ نومبر سنہ ۲۰۰۹ء کو مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا۔ حضرت مولانا نصیر الدین مصباحی حفظہ اللہ استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مفتی صاحب کی نماز جنازہ میں راقم السطور کو بھی شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

(حضرت مولانا مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی کے احوال و افکار /ص:۲۶-۹۳)

مولانا محمد سلطان ادروی

ولادت: خلیفۂ مفتی اعظم ہند مولانا محمد سلطان صاحب ادروی علیہ الرحمہ اپنے استاذ مولانا مفتی ظہیر حسن قادری ادروی علیہ الرحمہ (ولادت: ۱۹۳۷ء - وصال: ۲۰۲۰ء) سے کچھ سال چھوٹے تھے۔ آپ ضلع اعظم گڑھ کی ایک مشہور آبادی "ادری" میں پیدا ہوئے، جو موجودہ دور میں ضلع مئو کا ایک قصبہ ہے، اس قصبے کی تہذیب و ثقافت کا نقشہ کھینچتے ہوئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ؎

بڑی ہنس مکھ بڑی خندہ جبیں معلوم ہوتی ہے

تیری تصویر بھی تجھ سے حسیں معلوم ہوتی ہے

یہاں کا ذرہ ذرہ مست ہے صہبائے اردو سے

یہ ادری کی زمیں کیسی حسیں معلوم ہوتی ہے

تعلیم: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ ادری میں مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی علیہ الرحمہ کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ عربیہ رضویہ ضیاء العلوم میں حاصل کی، آگے کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہوئے، اشرفیہ کے بعد آپ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف پہنچے، اور مظہر اسلام میں علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل کرکے دستار فضیلت و سند فراغت حاصل کی۔

اساتذہ: آپ کے چند نامور اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

● حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی، ● شیخ الحدیث علامہ عبدالرؤف بلیاوی، ● شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اعظمی، ● مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی علیہم الرحمہ۔

بیعت وخلافت: سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں آپ حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے بیعت تھے، نیز مفتی اعظم ہند نے آپ کو اجازت و خلافت بھی عنایت فرمائی۔

درس وتدریس: فراغت کے بعد آپ مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے، آپ نے جن مدارس اسلامیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں ان مدارس کے نام یہ ہیں:

● مدرسہ عربیہ رضویہ ضیاء العلوم ادری ضلع مئو، ● مدرسہ فیض العلوم محمد آباد ضلع مئو، ● مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد ضلع مئو، ● مدرسہ منظر حق ٹانڈہ، ● مدرسہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج، ● مدرسہ عربیہ سلطان پور۔

تلامذہ: آپ کے چند شاگردوں کے نام درج ذیل ہیں:

● صدر العلماء علامہ محمد احمد مصباحی، ● مولانا محمد جعفر صادق اعظمی، ● مولانا عرش محمد برکاتی، ● مولانا اظہار المصطفیٰ، ● مولانا بدر عالم مصباحی، ● مولانا شکیل احمد برکاتی، ● مولانا اختر کمال قادری۔

مجموعہ اعمال شریف: چند روز قبل مولانا سلطان صاحب کے کمرے میں فقیر کو یہ (مجموعہ اعمال شریف) غیر مطبوعہ کتاب دیکھنے کو ملی۔ مولانا سلطان کے پوتے مولانا حسان اس کتاب کے بارے میں بتا رہے تھے کہ میرے دادا نے یہ کتاب ایک رات میں تحریر فرمائی۔ یہ کتاب ۲۱۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا اصل قلمی نسخہ غالباً مولانا سلطان صاحب اپنے پیر و مرشد مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو دکھانے گئے تھے یا انہیں کو دے کر چلے آئے۔

وصال: ۱۱ صفر سنہ ۱۴۳۹ھ/ یکم نومبر سنہ ۲۰۱۷ء کو مولانا سلطان صاحب رضوی ادروی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا۔ آپ کی تدفین ادری میں مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی علیہ الرحمہ کی مزار شریف سے تقریبا ۱۰۰ قدم کی دوری پر مغرب - شمال کی جانب ہوئی۔

شیخ الحدیث علامہ اعجاز احمد خاں مصباحی

ولادت: اعجاز ملت علامہ اعجاز احمد خاں صاحب مصباحی ادروی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ ضلع سنت کبیر نگر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۴۵ھ/ ۱۲ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء کو قصبہ ادری میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: علامہ اعجاز نے ناظرہ قرآن پاک اور ابتدائی عربی کی کتابیں وغیرہ ادری کے دیگر اساتذہ سے پڑھنے کے بعد بانی مدارس کثیرہ مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ادروی علیہ الرحمہ (تلمیذ: حافظ ملت، خلیفہ: مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ) سے سکندر نامہ نظامی اور سہیلی فارسی کتب کا درس حاصل کیا۔ سنہ ۱۹۴۲ء میں مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور میں داخلہ لے کر آپ نے مفتی رضوان الرحمن بدایونی علیہ الرحمہ کے زیر سایہ قدوری تک کی تعلیم حاصل کی، سنہ ۱۹۴۵ء میں دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہوئے اور ۵ سال تک حافظ ملت محدث مرادآبادی کے زیر سایہ علوم و فنون کی تحصیل کی، ۱۰ شعبان سنہ ۱۳۶۹ھ/ سنہ ۱۹۵۰ء کو دارالعلوم اشرفیہ کے اساتذہ اور دیگر علما و مشائخ اہل سنت مثلاً محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی، محدث ثناء اللہ امجدی اعظمی محدث مئوی، مولانا محبوب اشرفی علیہم الرحمہ وغیرہ کی موجودگی میں آپ دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

اساتذہ: آپ کے چند مشہور و معروف اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

● حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، ● شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی ازہری، ● شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، ● شیخ الحدیث علامہ غلام جیلانی اعظمی، ● شیخ الحدیث علامہ عبد الرؤف بلیاوی، ● مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ادروی، ● مفتی رضوان الرحمن بدایونی، ● علامہ محمد سلیمان صاحب بھاگل پوری علیہم الرحمہ۔

بیعت و خلافت: ۲۸ سال کی عمر میں جب علامہ اعجاز صاحب عرُس سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کے موقع پر اجمیر شریف پہنچے تو وہاں مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت ہو گئے۔ جب آپ سنہ ۱۹۶۲ء میں پہلی بار حج و زیارت کے لیے حجاز مقدس حاضر ہوئے تو وہاں قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مہاجر مدنی علیہ الرحمہ (تلمیذ: مولانا وصی احمد محدث قادری سورتی، خلیفہ: امام احمد رضا محدث بریلوی علیہما الرحمہ) نے آپ کو اجازت و خلافت سے سرفراز کیا۔

درس و تدریس: سنہ ۱۹۵۰ء میں درسیات کی تکمیل کے بعد ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۵۰ء کو حافظ ملت نے آپ کو اتر پردیش کے ضلع بستی کے موضع بسڈیلہ میں تدریسی خدمات انجام دینے کے لیے بھیج دیا، یہ موضع (بسڈیلہ) اب ضلع سنت کبیر نگر کی تحصیل خلیل آباد کا ایک قصبہ ہے۔ جہاں "مدرسہ تدریس الاسلام" نام سے ایک چھوٹا سا مکتب تھا، علامہ اعجاز نے اس مکتب کو حیرت انگیز ترقی بخشی اور اسے مکتب سے دارالعلوم میں تبدیل کر دیا، جو اب 'دارالعلوم تدریس الاسلام' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ علامہ اعجاز صاحب سنہ ۱۹۵۸ء میں ادری سے ہجرت کرکے مع اہل و عیال بسڈیلہ میں قیام پزید ہو گئے۔ تدریس الاسلام میں

آپ سنہ ۱۹۹۲ء کو شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے، اور تاحیات اسی تدریس الاسلام کے شیخ الحدیث رہے۔

حج و زیارت: آپ کو تین بار (سنہ ۱۹۶۲ء، سنہ ۱۹۷۷ء اور سنہ ۲۰۰۳ء) حج و زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔

وصال: ۳۰ دسمبر سنہ ۲۰۱۹ء کو حضرت علامہ مفتی اعجاز احمد خاں صاحب ادروی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا، آپ کی تدفین بسڈیلہ ضلع سنت کبیر نگر میں ہوئی۔

(علامہ اعجاز احمد خان ادروی ــــــ حیات و خدمات/ص: ۴۶-۶۵، مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ــــــ احوال و افکار/ص: ۳۱)

شیخ الحدیث مفتی ظہیر حسن قادری ادروی

ولادت: شیخ الحدیث مفتی ظہیر حسن صاحب قادری ادروی علیہ الرحمہ (سابق صدر رویت ہلال کمیٹی اہل سنت وجماعت ادری) کی ولادت باسعادت سنہ ۱۹۳۷ء کو قصبہ ادری میں ہوئی، آپ کے آبا و اجداد صدیوں پہلے بلونجا ضلع بلیا سے ترک وطن کرکے ادری میں آ بسے تھے۔ اور یہاں کے صنعتی کاروبار سے منسلک ہو گئے۔

ابتدائی تعلیم: مفتی صاحب نے ناظرہ فارسی وعربی ابتدا تا کافیہ مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی علیہ الرحمہ کے زیر سایہ پڑھا۔ آپ مدرسہ ضیاءالعلوم کے اولین فضلا میں سے تھے۔ ضیاءالعلوم کے بعد آپ نے دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا۔ شرح جامی تا دورۂ حدیث اور فن تجوید و قراءت کی تحصیل و تکمیل کے بعد شعبان المعظم سنہ ۱۳۷۸ھ / سنہ ۱۹۵۹ء میں آپ نے دارالعلوم اشرفیہ سے دستار فضیلت و سند فراغت حاصل کی۔

اساتذہ: آپ کے چند اساتذۂ کرام کے نام درج ذیل ہیں:

● حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی، ● شیخ الحدیث علامہ عبدالرؤف بلیاوی، ● شیخ الحدیث بحرالعلوم علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی مبارک پوری، ● شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفی اعظمی، ● مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ادروی، ● علامہ قاری محمد یحییٰ مبارک پوری، ● علامہ علی احمد مبارک پوری، ● مولانا مظفر حسن ظفر ادیبی۔

بیعت: سنہ ۱۹۴۷ء میں جب مدرسہ عربیہ رضویہ ضیاءالعلوم ادری کی بنیاد رکھنے کے لیے حضرت صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد اور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہم الرحمہ وغیرہ ادری تشریف لائے تو زمانۂ طالب علمی میں ہی مفتی صاحب' حضور مفتی اعظم ہند کے دست اقدس پر "سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ" میں بیعت ہو گئے تھے۔

تدریسی خدمات: مفتی ظہیر حسن صاحب نے تقریباً ۵۸ سال (سنہ ۱۹۶۰ء - سنہ ۲۰۱۸ء) تک جن درس گاہوں کی مسند تدریس کو رونق بخشی ان مدارس اسلامیہ کے نام درج ذیل ہیں:

● دارالعلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ (بستی)، ● مدرسہ علیمیہ انوار العلوم دامودر پور (مظفر پور)، ● مدرسہ فیض العلوم محمدآباد گوہنہ (مئو)، ● دارالعلوم شاہ عالم احمدآباد (گجرات)، ● مدرسہ رضاءالعلوم کنہواں سیتامڑہی (بہار)، ● دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ، ● دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی، ● جامعہ فاروقیہ بنارس، ● جامعہ حنفیہ غوثیہ بنارس، ● دارالعلوم ضیاءالعلوم خیرآباد (مئو)، ● مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم ادری (مئو)۔

تلامذہ: آپ کے چند اہم تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

● مفتی اعظم نیپال مفتی جیش محمد مصباحی، ● حافظ شاہ اخلاق احمد نوری یوسفی، ● مفتی اعظم ہالینڈ مولانا شفیق الرحمن بستوی، ● مفتی نعیم اختر عرف محفوظ الرحمن خان، ● مولانا محمد جعفر صادق صاحب اعظمی، ● مولانا مرغوب حسن صاحب ادروی، ● مولانا محمد ابراہیم سیتامڑھی، ● قاری محمد ضیاء صاحب، ● حافظ محمد احمد ٹانڈہ، ● قاری اسماعیل لندن۔

نوٹ: مفتی صاحب کے صاحب زادے مولانا ارشد صاحب بیان کرتے ہیں کہ خلیفۂ مفتی اعظم ہند مولانا سلطان صاحب ادروی علیہ الرحمہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "ردالمحتار" مفتی صاحب کے گھر سبقاً پڑھنے جاتے تھے جب مفتی صاحب تعطیل کلاں میں ادری تشریف لاتے۔

وصال: ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۴۴۱ھ / ۱۳ اگست سنہ ۲۰۲۰ء کی شب میں مفتی ظہیر حسن صاحب کا وصال ہوا، آپ کی نماز جنازہ شہزادۂ صدرالشریعہ محدث کبیر علامہ ضیاءالمصطفیٰ قادری حفظہ اللہ بانی و شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو نے پڑھائی۔ راقم الحروف کو بھی مفتی صاحب کے جنازے و تدفین میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

علامہ یٰسین اختر مصباحی

ولادت: رئیس التحریر علامہ یٰسین اختر مصباحی ادروی حفظہ اللہ بانی دار القلم دہلی ۱۲ فروری سنہ ۱۹۵۳ء کو خالص پور قصبہ ادری میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک عظیم محقق، مؤرخ، ادیب، مصنف، مؤلف اور مدرس ہیں۔

تعلیم: آپ نے ناظرہ قرآن شریف اور اردو وغیرہ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ بیت العلوم خالص پور میں حاصل کی، نیز اردو و فارسی کی ابتدائی کتابیں مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم ادری اور مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد میں پڑھیں۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہوئے، اور وہیں سنہ ۱۳۹۰ھ/ سنہ ۱۹۷۰ء کو دستار فضیلت و سند فراغت حاصل کی۔

اساتذہ: آپ کے چند مایہ اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

● حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، ● شیخ الحدیث علامہ عبد الرؤف بلیاوی، ● بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی مبارک پوری، ● قاضئ شریعت مولانا محمد شفیع مبارک پوری علیہم الرحمہ۔

بیعت و خلافت: حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے آپ کو شرف بیعت اور محدث الحرمین علامہ سید محمد بن علوی مالکی علیہ الرحمہ سے سلاسل و اسانید کی اجازت حاصل ہے۔

درس و تدریس: فراغت کے بعد آپ سنہ ۱۹۷۱ء کو دار العلوم غریب نواز میں بحیثیت مدرس تشریف لے گئے، سنہ ۱۹۷۴ سے لے کر سنہ ۱۹۸۲ء تک آپ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں شیخ الادب کے منصب پر فائز رہے۔ اس کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی میں سنہ ۱۹۸۸ء سے سنہ ۱۹۹۰ء تک استاذ اسلامیات کی حیثیت سے تعلیم و لیکچر دیتے رہے۔

عہدہ و ذمہ داریاں: آپ مختلف اداروں و تنظیموں کے بانی، سرپرست یا رکن ہیں۔ جس کی فہرست نیچے پیش کی جا رہی ہے:

● المجمع الاسلامی مبارک پور (بانی و رکن)، ● کل ہند مسلم لاء کانفرنس (نائب صدر)، ● دار القلم دہلی (بانی و مہتمم)، ● جامعہ الفرقان گوونڈی ممبئی (محرک و منصوبہ ساز)، ● مسلم کنونشن اتر پردیش (بانی و رکن)، ● دارالعلوم قادریہ غریب نواز لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ (محرک و منصوبہ ساز)، ● مسلم مشاورتی بورڈ (بانی و صدر)، ● مسلم فاونڈیشن لکھنؤ (بانی و صدر)۔

تصانیف: مختلف موضوعات پر لکھی ہوئیں آپ کی متعدد تصنیفات و تالیفات بر صغیر پاک و ہند سے شائع ہو چکی ہیں، جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں۔

● خصائص رسول ﷺ، ● ہندوتو و ہندوستانی مسلمان، ● اصلاح فکر و اعتقاد، ● آفتاب و ماہتاب، ● علامہ فضل حق خیرآبادی، ● امام احمد رضا اور تحریکات جدیدہ، ● امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات، ● امام احمد رضا کی محدثانہ عظمت، ● امام احمد رضا کے وصایا پر اجمالی نظر، ● معارف کنز الایمان، ● انقلاب ۱۸۵۷ء، ● اویس زماں مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی، ● آیات جہاد کا قرآنی مفہوم، ● بابری مسجد کی تعمیر نو، ● تعارف اہل سنت، ● قائدین تحریک آزادی، ● گنبد خضریٰ، ● المدیح النبوی (عربی)،

● جشن عید میلاد النبی ﷺ، ● شارح بخاری، ● سواد اعظم نقوش فکر، ● تین طلاق کا شرعی حکم، ● مسلم پرسنل لاء کا تحفظ، ● ہم اور ہمارا ہندوستان۔

(فروغ رضویات میں فرزندان اشرفیہ کی خدمات/ص: ۲۶۸-۲۷۱)

مولانا محمد کامل نعمانی

ولادت: عالم ربانی مولانا محمد کامل نعمانی علیہ الرحمہ ۲۵ محرم الحرام سنہ ۱۲۳۶ھ/ ۲ نومبر سنہ ۱۸۲۰ء کو قصبہ ولید پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اسم گرامی محمد کامل، غوث الوقت لقب، چراغ ربانی خطاب اور کامل تخلص تھا۔ چوں کہ آپ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کی اولاد میں سے تھے اس لیے آپ کی خاندانی نسبت نعمانی تھی۔ آپ عربی، فارسی، اردو اور ہندی زبان کے ایک بلند پایہ نثر نگار اور شاعر تھے۔

تحصیل علم: آپ نے ابتدائی تعلیم آستانۂ ولید پور میں حاصل کی۔ ۱۵ سال کی عمر میں فرنگی محل لکھنؤ میں داخل ہو کر آپ نے حضرت مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی مصنف نور الایمان (۱۲۰۹ھ-۱۲۸۵ھ) سے علوم نقلیہ و عقلیہ کی تکمیل کی بالخصوص علم حدیث میں آپ سے کمال حاصل کیا۔

بیعت وخلافت: تحصیل علم کے بعد آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں مولانا سید شاہ عبد العلیم جلال آبادی علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے۔ پیر و مرشد سے آپ کو خلافت نہیں ملی تھی البتہ روحانی طور پر خواب میں خلافت حاصل ہوئی تھی۔ جب کہ شیخ العارفین حضرت قاضی عنایت حسین چریاکوٹی علیہ الرحمہ

(خلیفہ: مولانا شاہ عبد العلیم علیہ الرحمہ) سے آپ کو اجازت و خلافت حاصل ہوئی۔ نیز مولانا سید امیر علی جائسی علیہ الرحمہ نے آپ کو سلسلۂ نقشبندیہ کی اجازت و خلافت عنایت فرمائی۔ قیام جون پور کے دوران حضرت گلزار شاہ کشنوی علیہ الرحمہ نے آپ کے سر پر دستار باندھی اور خرقۂ خلافت بھی عطا کیا۔

خدمات: سنہ ۱۸۵۹ء میں آپ جون پور کے منصف مقرر ہوئے۔ جون پور میں قیام کے دوران آپ نے مسجد اٹالہ جون پور تعمیر کردہ سلطان ابراہیم شرقی کی مرمت صرف خاص سے کرائی۔

خلفا: آپ کے چند خلفا کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

● قدوۃ السالکین صوفی محمد جان، ● شاہ امام الدین بنارسی، ● مولانا شاہ ابو الفضل عرف فضل شاہ رسول نما بنارسی، ● حافظ شاہ محمد یعقوب علیہم الرحمہ۔

تصانیف: آپ کی تصانیف میں جو معروف ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

● منیر اعظم (فارسی مثنوی)، ● مکتوبات چراغ ربانی (فارسی مع ترجمہ)، ● صراط الکمیل (عربی)، ● یسیر (عربی)، ● پنجۂ نور، ● کامل کی دس باتیں (اردو)، ● جنت العرائس (اردو)، ● معراج نامہ۔

وصال: ٦ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۲۲ھ کو بعد نماز عشا آپ کے نواسے مولانا مبین کیفی چریاکوٹی ابن مولانا محمد فاروق چریاکوٹی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا کامل نعمانی نے اپنے نواسے سے فرمایا "اس طرف تم عرصہ سے پڑھنے نہیں گئے عربی کی جو کتابیں باقی رہ گئی ہیں ان کو ختم کر ڈالو، میرا کوئی ٹھیک نہیں آج ہوں کل نہیں ہوں۔" ـــــــ دوران گفتگو ہی آپ کے سینے میں درد شروع ہوا جو بڑھتا رہا تقریباً دس بجے شب میں آپ نے کلمہ طیبہ کا ذکر آہستہ آہستہ کرنا شروع کیا۔ پھر فرمایا "صوفی جان کو بلا لاؤ!"

صوفی جان حاضر ہوئے۔ آپ کی طرف بغور دیکھا اور تین مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھا پھر زبان بند کر لی۔ ہاتھ، پیر اور سر پسینہ سے تر ہو گئے۔ اہل خاندان، خلفا، مریدین سب جمع ہو گئے، صوفی صاحب نے رومال آب زم زم میں تر کر کے حلق پر ٹپکایا، پہلی مرتبہ حلق سے اتر گیا دوسری مرتبہ ایک ہچکی لی اور روح مبارک اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی۔ آپ کی تدفین قصبہ ولید پور میں ہوئی۔

(تذکرۂ علماے بھیرہ ولید پور/ ص: ۷۵ - ۸۵، تذکرہ علمائے اہل سنت/ ص: ۲۲۰)

مولانا نصر اللہ رضوی مصباحی بھیروی

ولادت: مولانا نصر اللہ رضوی مصباحی بھیروی علیہ الرحمہ ۱۵ فروری سنہ ۱۹۵۶ء کو آستانۂ بھیرہ پوسٹ ولید پور میں پیدا ہوئے، آپ بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے، ایک عالم جلیل ہونے کے ساتھ آپ ایک بہترین حاشیہ و ترجمہ نگار، قلم کار اور میدان تدریس کے ماہر استاذ تھے، فقہ کا ذوق رکھنے کے ساتھ تحقیقی مجاز رکھتے تھے۔

تعلیم: مولانا نصر اللہ نے پرائمری اور فارسی کی ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی، سنہ ۱۹۶۸ء میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا، درس نظامی کی تکمیل کے بعد سنہ ۱۹۷۴ء میں دارالعلوم اشرفیہ سے سند فراغت حاصل کی۔

اساتذہ: آپ کے چند اہم اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

● حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، ● بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی مبارک پوری، ● قاضی شریعت مولانا محمد شفیع اعظمی علیہم الرحمہ۔

بیعت: آپ حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر بیعت تھے۔

درس و تدریس: دارالعلوم اشرفیہ سے فراغت کے بعد آپ اپنے استاذ حافظ ملت محدث مرادآبادی کے حکم پر مدرسہ عربیہ رضویہ ضیاء العلوم ادری ضلع مئو میں بحیثیت صدر المدرسین تشریف لائے، ضیاء العلوم کے بعد آپ نے دو سال تک جمشید پور میں دارالعلوم غوثیہ نظامیہ ذاکر نگر میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیے، پھر سنہ ۱۹۷۸ء میں آپ مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد ضلع مئو کے استاذ مقرر ہوئے اور تاحیات یہیں پر تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

مجلس برکات کے لیے قلمی خدمات: مجلس برکات جامعہ اشرفیہ کا ایک اشاعتی و طباعتی شعبہ ہے، جس میں درسی کتابیں شائع ہوتی ہیں۔ اس کا سب سے اہم مقصد درس نظامی میں شامل علماے اہل سنت کی کتابوں کو شروح و حواشی سے مزین کرکے جدید طرز پر شائع کرنا ہے۔ جامعہ اشرفیہ کی طرف سے مولانا نصر اللہ مصباحی کو بھی درس نظامی میں شامل درج ذیل کتابوں پر حاشیہ تحریر کرنے کی خدمت سُپرد کی گئی، جسے آپ نے اپنی علمی صلاحیت سے بہترین حاشیہ سے آراستہ کیا:

● بہار جاوداں حاشیہ گلستاں، ● ضوفشاں حاشیہ بوستاں، ● برکات السراج لحل اصول السراجیہ (حاشیہ سراجی بزبان عربی)، ● رسم الفرائض یعنی قواعد میراث۔

مجلس شرعی کے لیے قلمی خدمات: مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ کا شہرآفاق علمی و فقہی شعبہ ہے، جس کا مقصد بالغ نظر علما و فقہا کی ٹیم تیار کرنا اور ابھرتے ہوئے مسائل کا شریعت اسلامیہ

کے رو سے حل تلاش کرنا ہے۔ مجلس شرعی کے تحت اب تک درجنوں فقہی سیمینار ہو چکے ہیں، آپ مجلس شرعی کے سیمناروں میں بھی شریک ہوتے تھے اور علمی و فقہی مقالات تحریر فرماتے۔

تصانیف: مذکورہ بالا علمی خدمات کے علاوہ آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں بھی قلم بند کی ہیں:

● ایضاح حقیقت ترجمہ شرح حقیقت محمدیہ، ● سیدنا عبد الوہاب کا مدفن ناگور یا بغداد؟

وصال: ۹ نومبر سنہ ۲۰۱۳ء کی صبح میں مولانا نصر اللہ علیہ الرحمہ کا وصال ہوا، آپ کی نماز جنازہ علامہ محمد احمد مصباحی حفظہ اللہ استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے پڑھائی۔ آپ کی تدفین آپ کی ذاتی زمین میں ہوئی۔

(فرزندان اشرفیہ کی علمی و تصنیفی خدمات/ص:۱۳۰-۱۳۲)

علامہ محمد احمد مصباحی

ولادت: صدر العلماء علامہ محمد احمد مصباحی صاحب حفظہ اللہ استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی ولادت با سعادت ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۱ھ/۹ ستمبر سنہ ۱۹۵۲ء کو بھیرہ، ولید پور میں ہوئی۔

تعلیم: علامہ مصباحی نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ محترمہ تسلیمہ بنت عبد الرشید صاحبہ سے گھر پر حاصل کی، اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ بھیرہ (ولید پور) میں درجہ سوم تک تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ اسلامیہ' شاہ رحیم اللہ فاروقی بھیروی علیہ الرحمہ نے سنہ ۱۳۴۵ھ/ سنہ ۱۹۲۶ء میں قائم کیا تھا، آپ سنی صحیح العقیدہ مسلمان تھے، ہر جمعرات محفل میلاد النبی ﷺ اور ہر سال مخدوم صاحب بھیروی علیہ الرحمہ کا

عرس بڑے تزک و احتشام کے ساتھ کرتے تھے، آپ کے وصال کے بعد موقع پا کر دیوبندیوں نے اس مدرسے پر قبضہ کر لیا۔ مدرسہ اسلامیہ کے بعد علامہ مصباحی ۸ اپریل ۱۹۶۲ء کو مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد (مئو) میں داخل ہوئے، مدرسہ اشرفیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۶۷ء کو آپ نے دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا۔ دارالعلوم اشرفیہ میں آپ نے درسیات کی تکمیل کی اور ۱۳ شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۹ھ/ ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۶۹ء کو علما و مشائخ عظام کے ہاتھوں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ نے آپ کی دستار بندی کے بعد بھی ایک سال یہ کہہ کر اعلیٰ تعلیم دی کہ "میں انہیں اور قیمتی بنانا چاہتا ہوں۔"

اساتذہ: آپ کے چند مایہ ناز اساتذہ کے نام یہ ہیں:

● حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، ● شیخ الحدیث علامہ عبد الرؤف بلیاوی، ● بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی مبارک پوری علیہم الرحمہ۔

بیعت و ارادت: رضوی دار الافتاء بریلی شریف میں آپ ۲۶ صفر سنہ ۱۳۹۳ھ کو حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے، پھر ربیع الاول سنہ ۱۳۹۴ھ کو حافظ ملت محدث مرادآبادی سے سلسلۂ قادریہ معمریہ منوریہ میں طالب ہوئے۔ مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن قادری اڑیسوی علیہ الرحمہ نے آپ کو مدرسہ فیض العلوم جمشید پور میں دلائل الخیرات شریف و جملہ اوراد و اشغال کی سند اجازت عطا فرمائی۔

تدریسی خدمات: فراغت کے بعد آپ نے دارالعلوم فیضیہ نظامیہ (بھاگل پور)، مدرسہ فیض العلوم (جمشید پور)، دارالعلوم ندائے حق (امبیڈکر نگر) اور مدرسہ فیض العلوم محمد آباد (مئو) میں تدریسی خدمات انجام

دیں، نو سال تک آپ مدرسہ فیض العلوم محمدآباد میں صدر المدرسین رہے، اس کے بعد جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں بحیثیت شیخ الادب والتفسیر تشریف لائے، اور جولائی ۲۰۰۰ء سے ۲۰۱۴ء تک آپ جامعہ اشرفیہ میں صدرالمدرسین کے منصب پر فائز رہے۔

تنظیمی خدمات: آپ ہی کی عہد صدارت میں سنہ ۲۰۰۸ء کو "تنظیم المدارس" کا قیام عمل میں آیا جس کا مقصد دینی مدارس کو باہم مربوط کرنا اور یکساں نصاب تعلیم سے جوڑنا ہے، جامعہ اشرفیہ میں آپ نے اپنے مخلص رفقا سے مل کر "المجمع الاسلامی" جیسے تحقیقی، تصنیفی اور اشاعتی ادارے کی بنیاد ڈالی۔

تصانیف: اب تک آپ کے نوک قلم سے نکلے ہوئے کثیر علمی و تحقیقی مقالات، عربی اور اردو میں درجنوں کتابیں، معزز تحریریں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں سے چند تصنیفات و تالیفات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

تصنیفات و تالیفات:

● حدوث الفتن و جہاد اعیان السنن (عربی، اردو)، ● خلفاے راشدین اور اسلام کا نظام اخلاق، ● تدوین قرآن، ● امام احمد رضا اور تصوف، ● معین العروض، ● تنقید معجزات کا علمی محاسبہ، ● رشتہ ازدواج اسلام کی نظر میں، ● امام احمد رضا کی فقہی بصیرت جد الممتار کے آئینے میں، ● فرائض و آداب متعلم معلم۔

تصحیح، تقدیم، تحشیہ، ترجمہ:

● معانقۂ عید، ● جمل النور فی نھی النساء عن زیارۃ القبور، ● جد الممتار اول، ● جد الممتار ثانی، ● فتاویٰ رضویہ جدید___اول، سوم، چہارم، نہم کی عربی و فارسی عبارتوں کا ترجمہ، ● براءت علی از شرک جاہلی، ● مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید، ● رسوم شادی، ● تقدیر و تدبیر، ● الکشف شافیا حکم فونوجرافیا (عربی)۔

حافظ ملت ایوارڈ: ۴۳ ویں عرس عزیزی کے موقع پر آپ اپنی علمی، دینی، تعمیری، تنظیمی، تربیتی، اصلاحی، تدریسی اور تصنیفی خدمات کے لیے "حافظ ملت ایوارڈ" سے نوازے گئے۔

(فتنوں کا ظہور اور اہل حق کا جہاد/ص:۱۰-۱۳ ، ماہنامہ اشرفیہ/۹-۱۰/ مارچ ۲۰۱۸ء)

مولانا ابو المحامد احمد علی مئوی اعظمی

ولادت: مولانا ابو المحامد احمد علی مئوی اعظمی علیہ الرحمہ کا تعلق قصبہ مئو ناتھ بھنجن سے تھا۔ ایک اندازے کے مطابق آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ ایک متصلب حنفی سنی عالم دین تھے۔ مذہب حنفی کی اشاعت میں آپ ہزارہا روپیہ پانی کی طرح مرتے دم تک صرف کرتے رہے۔

اخبار الفقیہ اور مولانا احمد علی مئوی: اخبار الفقیہ ۵ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء میں جاری ہوا۔ اس کے ایڈیٹر حکیم معراج الدین نقشبندی رحمہ اللہ تھے۔ یہ اخبار ۲۰ مئی سنہ ۱۹۲۴ء تک ہر ماہ کی ۵ اور ۲۰ تاریخ کو شائع ہوتا رہا، یکم جون سنہ ۱۹۲۴ء سے ہفتہ وار (۷، ۱۴، ۲۱ اور ۲۸ تاریخ کو) اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس اخبار کو شروع سے ہی سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، امام احمد رضا محدث بریلوی،

مولانا ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی، مولانا مفتی ابو یوسف عبد الصمد صاحب امرت سری، مولانا مفتی ابو الحسن غلام مصطفیٰ صاحب اور مولانا مولوی ابو المحامد احمد علی مئوی علیہم الرحمہ جیسے اکابر علمائے اہل سنت کی سرپرستی حاصل تھی۔

مولانا احمد علی مئوی کو اخبار الفقیہ سے دلی انس تھا، آپ نے اس کی توسیع و اشاعت کے لیے بہت مالی اور قلمی امداد فرمائی۔ جس کا اعتراف کرتے ہوئے اخبار الفقیہ کے ایڈیٹر صاحب خود لکھتے ہیں:

"میں جناب حضرت قبلہ مولانا مولوی ابو المحامد احمد علی صاحب مدظلہ العالی کا نہایت ہی مشکور ہوں۔ واقعی اس میں کچھ شک نہیں کہ قبلہ مولانا ممدوح نے علاوہ متذکرہ بالا خریداران کے کافی مالی امداد بھی کی اور اپنی صرف خاص سے کتاب "اباطیل وہابیہ"، . . . . . اور "ارتداد الوہابیین" ایک ہزار چھپوا کر ہر دو کتابوں پر کم از کم مولانا موصوف کا تین سو سے زائد روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ سب کی سب الفقیہ کی امداد کے لیے دفتر الفقیہ کے حوالے کر دیں۔ اب آپ ہی خیال فرما دیں کہ اس سے بڑھ کر کیا امداد ہو سکتی ہے۔" (اخبار الفقیہ/ص: ۱۰ / ۷ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء)

اخبار الفقیہ میں مولانا احمد علی مئوی کے بہت سے مضامین شائع ہوئے۔ جن میں سے چار مضامین "کیا کابل میں گدھے نہیں ہوتے"، "ایک اسلام اور ہزاروں مسیلمہ کذاب"، "ایک غیر مقلد کا پر فریب وعظ اور اس کا مختصر جواب" اور چوتھا "شیطان گر اور ولی میں فرق" میری نظر سے گزرے ہیں۔

تصانیف: مولانا احمد علی مئوی ایک قابل مصنف بھی تھے۔ موصوف نے اپنے پیدا کردہ مال کا بیشتر حصہ اپنے تصنیف کردہ رسالوں کو شائع کرانے پر خرچ کیا۔ آپ کی بے شمار تصنیفات ہیں جن میں سے چند ایک کی فہرست درج ذیل ہے:

● اباطیل وہابیہ، ● ارتداد الوہابیین، ● الفوز الکبیر ترجمہ نحو میر، ● فتوحات مقلدین، ● غیر مقلدین کی خاصیتیں، ● حقیقۃ رواۃ الحدیث، ● نظری کا دھوکا مع عقلی دھوکا، ● بعض الصوارم الہندیہ، ● اصدق الحدیث، ● نغمہ توحید۔

وصال : ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ء/ ۸ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۸ھ کو مولانا احمد علی مئوی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا، آپ کے وصال کے بعد اخبار الفقیہ کے ایڈیٹر کی درخواست پر کچھ احباب نے مولانا احمد علی کے لیے بہترین قطعہ ہائے تاریخ وفات رقم کیے، ان میں سے ایک قطعہ جو جناب معین الدین حنیف اعظمی صاحب کا لکھا ہوا ہے، ملاحظہ فرمائیں

مولوی احمد علی سر چشمۂ فضل و کمال
رہبر ارباب تقویٰ ہادی اہل یقیں

صاحب علم و ہنر، فخر مئو، جان ادب
پاک باطن نیک طینت، واقف اسرار دیں

جب نظر آیا افق پر جلوۂ ماہ صیام
اور عالم میں ہوئی تاریخ ظاہر آٹھویں

ہو گئی تاریک صد افسوس دنیا علم کی
چھپ گیا زیر زمیں وہ آفتاب علم دیں

دی یہ ہاتف نے ندا بہر سن رحلت 'حنیف'

مولوی احمد علی قطب الزماں جنت نشیں

۴۱۰ ۴۵۳ ۲۴۰ ۱۱۰ ۵۳ ۹۲

۱۳۵۸ھ

(وفیات مشاہیر الفقیہ/ص: ۱۵۳-۱۵۸، اخبار الفقیہ/ص: ۱۰ / ۷ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء، فتنۂ مرزائیت اور ہفت روزہ اخبار الفقیہ امرت سر [از: محمد ثاقب رضا قادری])

محدث ثناء اللہ امجدی اعظمی محدث مئوی

ولادت: محدث ثناء اللہ امجدی اعظمی محدث مئوی علیہ الرحمہ بانی مدرسہ حنفیہ اہل سنت بحرالعلوم کھیری باغ مئو ناتھ بھنجن ضلع مئو ۲ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کو قصبہ مئو ناتھ بھنجن میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: آپ نے تعلیمی سلسلہ دارالعلوم مئو سے شروع کیا اور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی اور محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری چشتی علیہم الرحمہ سے درس حدیث حاصل کیا۔

درس و تدریس: فراغت کے بعد آپ نے مسند تدریس خصوصاً دارالحدیث کی مسند کو رونق بخشی، محدث ثناء اللہ اعظمی جن مدارس اسلامیہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے ان مدارس کے نام یہ ہیں:

● دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ، ● دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف، ● دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد، ● بحرالعلوم لطیفیہ کٹیہار، ● مدرسہ علیمیہ انوارالعلوم سرکانہی شریف، ● جامعہ فاروقیہ بنارس، ● مدرسہ منظر حق ٹانڈہ، ● مدرسہ حنفیہ اہل سنت بحرالعلوم کھیری باغ مئو۔

تلامذہ: آپ کے چند باصلاحیت تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

● شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اعظمی، ● بحرالعلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی مبارک پوری، ● مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی مجیب اشرف رضوی، ● مبلغ اسلام مولانا قاری مصلح الدین صدیقی، ● قاضیٔ شریعت مولانا محمد شفیع مبارک پوری، ● استاذ القراء علامہ قاری یحییٰ مبارک پوری، ● مولانا مفتی ظفر علی نعمانی بانی دارالعلوم امجدیہ کراچی علیہم الرحمہ۔

بیعت وخلافت: محدث ثناء اللہ اعظمی علیہ الرحمہ حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ سے سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت تھے۔ نیز حضور مفتی اعظم ہند، صدر الشریعہ اور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہم الرحمہ وغیرہ نے آپ کو خلافت سے سرفراز کیا۔

تصانیف: آپ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصنیفات و تالیفات کے نام درج ذیل ہیں:

● اصول حدیث و تفسیر، ● مصباح الاحناف، ● تجلیٔ شعبان، ● محاسن امام اعظم، ● عربی ادب، ● علم نجوم، ● فتاویٰ محدث۔

وصال: ۲۴ محرم الحرام سنہ ۱۴۱۱ھ / ۱۵ اگست سنہ ۱۹۹۰ء کو محدث ثناء اللہ امجدی اعظمی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا، قاضیٔ شریعت مولانا محمد شفیع مبارک پوری علیہ الرحمہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، مدرسہ بحرالعلوم مئو کے پیچھے آپ کی تدفین ہوئی۔

(حضرت علامہ محمد ثناء اللہ صاحب امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تاریخ کے آئینے میں [از: مولانا منیر احمد شمسی ناظم بحرالعلوم مئو])

مولانا الٰہی بخش کوپا گنجی

ولادت: صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے استاذ مولانا الٰہی بخش کوپا گنجی علیہ الرحمہ سنہ ۱۲۵۸ھ کو قصبہ کوپا گنج میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: مولانا الٰہی بخش نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ کوپا گنج میں حاصل کی، اس کے بعد مدرسہ حنفیہ جون پور میں داخلہ لے کر ابو الحسنات علامہ عبد الحئی محدث لکھنوی علیہ الرحمہ کے والد مولانا عبد الحلیم بن امین اللہ فرنگی محلی علیہ الرحمہ سے علوم دینیہ کی تحصیل کی، اسی زمانے میں مولانا سخاوت علی جون پوری سے بھی کچھ کتابوں کا درس لیا۔ اس کے بعد شیخ تراب علی لکھنوی علیہ الرحمہ (مدفون محمد آباد) سے رسڑا ضلع بلیا میں درسیات کی تکمیل کی اور سند فراغت حاصل کی۔

درد و تدریس: فراغت کے بعد آپ رسڑا میں ہی مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے، اس کے بعد مدرسہ ناصر العلوم گھوسی میں صدر مدرس منتخب ہوئے، اور وہیں پر چالیس سال تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے، مدرسہ ناصر العلوم سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ کا آخری زمانہ بہت تنگی سے گزرا، مولانا نصیر گھوسوی صاحب کے یہاں سے آپ کو بس دس روپیہ ماہنامہ بطور پینشن کے ملتے تھے۔

تلامذہ: بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو سب سے زیادہ شہرت اپنے شاگرد صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ صدر الشریعہ نے آپ سے مدرسہ ناصر العلوم قصبہ گھوسی میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ علاوہ ازیں مولانا امام بخش جون پوری بھی مولانا الٰہی بخش کوپا گنجی کے شاگردوں میں سے تھے۔

وصال: آپ کے وصال کے تعلق سے دو قول پائے جاتے ہیں، صاحب نزہتہ الخواطر کے مطابق آپ کا وصال سنہ ۱۳۱٦ھ میں ہوا جب کہ مولانا نصیر گھوسوی صاحب کے مطابق آپ کا وصال ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۹ھ کو ہوا۔

(فیضان صدر الشریعۃ/ص: ٦ ، تذکرہ علمائے اعظم گڑھ/ص: ۱۰۳-۱۰۴)

شیخ الحدیث علامہ صدیق اشرفی خیرآبادی

ولادت: ناشرالعلوم شیخ الحدیث علامہ صدیق اشرفی خیرآبادی علیہ الرحمہ ۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۴ھ / یکم جون سنہ ۱۹۱٦ء بروز بدھ کو قصبہ خیرآباد میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے استاذ حضرت صدرالشریعہ کے حکم پر

مختلف چھوٹی بڑی بستیوں، دیہاتوں، قصبوں اور شہروں میں تقریباً چالیس مدارس کا قیام فرمایا۔ حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی رحمہ اللہ نے آپ کی دینی اور تعمیری خدمات کو دیکھ کر آپ کو "ناشر العلوم" کے خطاب سے نوازا۔

تعلیم: آپ نے قرآن شریف کا ناظرہ گھر پر کیا اور ابتدائی تعلیم مبارک پور کے ایک مکتب میں حاصل کی۔ آپ نہایت ذہین طالب علم تھے، جو بھی سبق پڑھتے فوراً یاد ہو جاتا۔ بچپن سے ہی اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق تھا، مگر ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد گھریلو حالات کے پیش نظر آپ کے والدین نے اعلیٰ تعلیم دلانے کے لیے معذرت پیش کرتے ہوئے سلسلۂ تعلیم منقطع کروا دیا۔ آپ اپنے پیر و مرشد شیخ المشائخ سید علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا درد پیش کرتے ہوئے شکایت کی۔ پیر و مرشد نے آپ کے والد نور محمد صاحب مرحوم کو راضی کرکے آپ کو استاذ الاساتذہ حضرت صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ کے پاس جامعہ عثمانیہ معینیہ اجمیر شریف بھیج دیا۔ وہیں پر آپ نے صدرالشریعہ اور جامعہ معینیہ کے دیگر اساتذہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور جملہ علوم نقلیہ و عقلیہ کی تکمیل کی۔

بیعت وخلافت: سلسلۂ اشرفیہ میں آپ شیخ المشائخ سید اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے، نیز شیخ المشائخ نے آپ کو خلافت بھی عنایت فرمائی۔

درس و تدریس: شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی ثم پیلی بھیتی رحمہ اللہ نے آپ کی اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں اور تدریسی لیاقتوں کو دیکھتے ہوئے آپ کو مدرسہ عربیہ دارالعلوم حنفیہ سنی مالیگاؤں میں ناظم اعلیٰ اور صدر مدرس مقرر کر دیا۔ مالیگاؤں میں تدریسی اور تبلیغی خدمات انجام دینے کے بعد آپ

جبل پور تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے دارالعلوم اہل سنت جبل پور قائم کیا۔ کچھ عرصے تک جبل پور میں درس و تدریس کے فرائض انجام دینے کے بعد آپ مالیگاؤں واپس لوٹ گئے۔ مالیگاؤں میں سنہ ۱۹۵۱ء میں آپ نے دارالعلوم اشرفیہ خوش آمد پورہ قائم فرمایا اور اسی ادارے میں مسند تحدیث پر فائز رہتے ہوئے سنہ ۱۹۶۱ء تک درس حدیث دیتے رہے۔ مالیگاؤں سے آپ نے ناسک کا رخ کیا اور کچھ عرصہ وہاں مقیم رہنے کے بعد برہان پور، جبل پور، احمد آباد، بھڑوچ میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ نے اپنے وطن مالوف خیرآباد میں "دارالعلوم اشرفیہ ضیاء العلوم" قائم کیا، جہاں اب بھی تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔

آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء مالیگاؤں کا قیام: آپ کی کوششوں سے مالیگاؤں میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی ایک شاخ قائم ہوئی۔ ۲۲، ۲۳، ۲۴ مئی سنہ ۱۹۶۰ء میں "مالیگاؤں سنی جمعیۃ العلماء کانفرنس" کا انعقاد ہوا جس میں اہل سنت و جماعت کے جید علمائے کرام و مشائخ عظام مثلاً محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی، مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، سید شاہ آلِ مصطفی سید میاں مارہروی، مولانا برہان الحق جبل پوری، مولانا حشمت علی خاں لکھنوی، مفتی آگرہ مفتی عبدالحفیظ حقانی اشرفی، مفتی مالوہ مفتی محمد رضوان الرحمن فاروقی، علامہ مشتاق احمد نظامی اور مفتی محمد محبوب علی خاں علیہم الرحمہ شریک ہوئے۔

تصانیف: مسند افتا پر فائز رہتے ہوئے آپ نے کثیر تعداد میں فتاویٰ تحریر فرمائے۔ تصنیف و تالیف کے جوہر بھی دکھائے۔ آپ کی اکثر تصنیف و تالیف غیر مطبوعہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہو گئیں۔ ان میں سے ایک تصنیف "اظہارِ حق" دستیاب ہے۔ جو سنہ ۱۳۸۱ھ/ سنہ ۱۹۶۱ء میں ممبئی سے شائع ہوئی تھی۔

وصال: مختلف علاقوں میں درس و تدریس کے فرائض انجام دینے کے بعد آپ گوا (Goa) تشریف لے گئے اور وہیں پر ایک دینی ادارہ قائم کیا۔ گوا میں آپ فالج کے شکار ہو گئے چناں چہ آپ خیرآباد لائے گئے۔ یہیں پر ۷ ربیع الاول سنہ ۱۳۹۴ھ/ یکم اپریل سنہ ۱۹۷۴ء میں آپ کا وصال ہوا۔ بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی مبارک پوری رحمہ اللہ (سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور) نے آپ کو غسل دیا اور نماز جنازہ کی امامت کی۔ آپ کی تدفین آپ کی وصیت کے مطابق خیرآباد میں واقع مجاہدِ وقت حضرت سید علی جعفر شاہ علیہ الرحمہ کے مزار کی پائنتی میں ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت سید علی جعفر شاہ علیہ الرحمہ سید سالار مسعود غازی رحمہ اللہ کی فوج میں شامل تھے۔

(ناشر العلوم مفتی محمد صدیق علیہ الرحمہ______ایک اجمالی تعارف/ص: ۱، مفتی محمد صدیق علیہ الرحمہ_______ایک فراموش کردہ عالم دین/ص: ۵-۱۲)

●●●●●●

مصنف کی دیگر اہم کتابیں

برصغیر کے چالیس سنی محدثین کا مختصر و جامع تذکرہ

تذکرۃ المحدثین

محمد سلیم انصاری ادروی

خانوادۂ رضا

کا

مختصر جائزہ

از: محمد سلیم انصاری ادروی

शैख़ सरहिन्दी

और

मुहद्दिस ए बरेलवी

बकलम: मुहम्मद सलीम अंसारी अदरवी

नज़र सानी: मौलाना सादिक़ रज़ा मिस्बाही
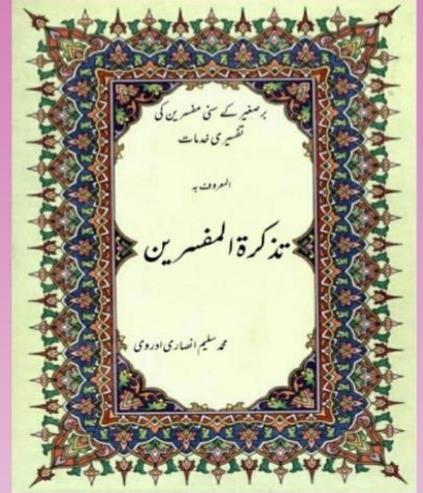
کلام ادروی

محمد سلیم انصاری ادروی